امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 17 مورخہ ۲۳؍شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹؍اپریل ۲۰۱۹ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- الحاج محمد علی ایڈووکیٹ
- کتابوں پر تبصرہ
- فاتح سندھ؛ محمد بن قاسم
- جمہوریت بچی تو ملک بچے گا
- زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

نیا رخ

ترکی کے شہر استنبول میں مئیر کے انتخاب میں رجب طیب اردوغان کی پارٹی کو معمولی ووٹوں سے شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے، اب استنبول کے نئے میئر عوامی جمہوری پارٹی (سی اچ پی) کے امیدوار اکرم امام اوغلو ہوں گے، انہوں نے اپنے قریبی حریف انصاف اور ترقی پارٹی (آق) کے امیدوار اور سابق وزیر اعظم بن علی یلدرم کو تیرہ ہزار ووٹوں سے ہرایا، ہار جیت کا یہ فرق صرف ۰ء۲ فیصد کا ہے، اکرم امام اوغلو کے انتخاب سے چوتھائی صدی پر محیط اسلام پسند جماعت ''آق'' کے اقتدار کا سورج غروب ہو گیا ہے، آق کے ذریعہ بے ضابطگیوں کی شکایت اور دوبارہ انتخاب کی اپیل یا کم از کم ووٹوں کی دوبارہ گنتی کی درخواست کو الیکشن کمیشن نے قابل توجہ نہیں سمجھا اور اکرم امام اوغلو کی جیت کا اعلان کر دیا گیا، اکرم امام نے آتے ہی استنبول شہر سے متعلق ہر قسم کی فائل کو تحقیق کے لئے طلب کر لیا ہے اور آق اور اس کے لیڈران کے خلاف جانچ کے اس عمل کے نام پر کردار کشی کا آغاز ہو چکا ہے۔

استنبول ترکی کا تاریخی شہر ہے، اس شہر کی اہمیت خاص طور پر اس لیے ہے کہ ترکی کی حکومت اور اقتدار کے لیے اس کی حیثیت دروازے کی ہے، کہنا چاہیے کہ اس ملک کے اقتدار کی اصل کنجی اسی شہر کے پاس رہتی ہے، خود رجب طیب اردوگان نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز اسی شہر سے کیا تھا، مئیر کے طور پر ان کی نیک نامی اور شہر کو سجانے سنوارنے کے عمل نے ہی انہیں صدارت کی کرسی تک پہونچا دیا، انہوں نے کئی مرتبہ مختلف قسم کے انتخابات میں حصہ لیا اور کامیابی سے ہم کنار ہوئے، استنبول رجب طیب اردوگان کی شناخت ہے، اور ان کے فدائین اور جانثاروں کی آماجگاہ، پھر بھی اردوگان کی پارٹی مئیر کے انتخاب میں ناکام رہی، اس کے وجوہ واسباب پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

رجب طیب اردوگان نے اپنی اولوالعزمی، جواں مردی اور سیاسی دور اندیشی سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو متاثر کیا، انہوں نے ترکی میں تدریجا اسلامی احکام کے نفاذ اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے جدوجہد کی، وہ ملک جہاں کمال اتاترک کے زمانہ میں عربی میں اذان اور قرآن کریم تک پر پابندی لگا دی گئی تھی، وہاں انہوں نے دینی مکتب کو پھر سے قائم کرنا شروع کر دیا، شراب نوشی پر بھی محدود پابندی لگائی، ملک کے معاشی ڈھانچے کو پھر سے استوار کیا، انہیں انتظار اس سو سالہ معاہدہ کے اختتام کا ہے، جس نے ترک عوام کو بے دست و پا کر رکھا ہے اور وہ اپنے بہت سارے معاملات میں خلافت کے سقوط کے بعد پابند سلاسل ہو گیے ہیں، اب اس معاہدہ کے اختتام کو چند سال رہ گیے ہیں، مغرب کو اس کا اندازہ ہے، اس نے ابھی سے دخل اندازی شروع کر دی ہے اور جمہوری عوامی پارٹی کو دھیرے دھیرے اقتدار تک پہونچانا چاہتی ہے، تاکہ ترکی میں جو اسلامی اصلاحات کا آغاز ہوا ہے اسے روکا جا سکے، اور اس کا آغاز استنبول کے مئیر کی کرسی سے ہو چکا ہے، عوام کو اردوگان سے بدظن، بدگمان اور دور کرانے کے لیے امریکہ اور ان کی حلیف پارٹیوں نے ترقی کی معاشی ناکہ بندی کر رکھی ہے، اس پابندی کا مقابلہ ترک عوام پامردی سے کر رہی تھی، لیکن اکرم امام اوغلو کے آنے کے بعد پروپیگنڈہ اور جانچ کے نام پر جو کردار کشی کی جائے گی اس سے منصوبہ بند طریقہ سے عوام کو اردوگان سے دور کیا جا سکے گا اور یہ دوری آئندہ انتخابات میں اپنا کام کر دے گی۔

یہ معمولی واقعہ نہیں ہے، یہ بتاتا ہے کہ اسلام پسندوں کے لیے صراط مستقیم پر رہتے ہوئے کام کرنا ان دنوں کس قدر دشوار ہو گیا ہے، وہ قوم جو پریشانیوں کو خاطر میں نہیں لاتی تھی، تھوڑی بہت دشواریوں سے کس قدر بدل جاتی ہے اور کتنی جلد بدل جاتی ہے، مسلمانوں کے اس مزاج کی وجہ سے پوری دنیا میں اسلام پسندوں کو نت نئے مسائل کا سامنا ہے، ان مسائل کا سامنا اولوالعزمی، ارادے کی پختگی اور مستقل مزاجی سے ہی کیا جا سکتا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم ان صفات میں کمزور ہو گیے ہیں، ہماری تلون مزاجی ڈھلمل یقینی کی کیفیت نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ سارے وسائل ہمارے پاس ہیں اور عرب دنیا پر حکومت اصلاً مغرب کر رہا ہے۔

دھماکہ

نیوزی لینڈ میں دو مساجد پر ہوئے سفاکانہ حملوں کے بعد سری لنکا میں چرچ پر ہونے والے سلسلہ وار دھماکوں نے پوری دنیا کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے، ان دھماکوں میں تین سو لوگ مارے گئے اور پانچ سو سے زائد زخمی ہوئے، نیوزی لینڈ میں مسجد میں دھماکے کے لیے جمعہ کے دن کا انتخاب کیا گیا تھا اور سری لنکا میں عیسائیوں کے تہوار ایسٹر کے دن کو منتخب کیا گیا کیوں کہ اس دن زیادہ لوگ عبادت کے لیے چرچ آتے ہیں، ایسٹر عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق وہ دن ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہونے کے بعد دوبارہ جی اٹھے تھے، اس حملے کی جو تصویریں سوشل میڈیا پر آئی ہیں، ان میں خون کے چھینٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجسمہ پر دکھائی دے رہے ہیں، اور یہ چھینٹیں نیچے سے اوپر تک چلی گئی ہیں، جس سے دھماکوں کی ہولناکی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ان دھماکوں نے سری لنکا حکومت کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے، اور وہاں حالات کو قابو میں رکھنے کے لیے ایمرجنسی لگا دی گئی ہے، چوبیس لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے، شہریوں کو تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ افواہوں سے بچیں اور صرف ان خبروں پر اعتماد کریں جو سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ فراہم کی جائیں، بربادی کی اس کہانی پر جو سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، وہ حق بجانب ہیں کہ آخر ملک کی خفیہ ایجنسی کو ایسے حملے کی اطلاع کیوں نہیں ہوئی اور اگر اس نے حکام کو باخبر کیا تھا تو تحفظ کا مکمل بندوبست کیوں نہیں کیا جا سکا، اس قسم کے حملوں کو روکنے کی صرف ایک صورت ہے کہ ملک کی خفیہ ایجنسیاں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور حکام تک بات پہونچے تو وہ تحفظ کی پوری تیاری رکھیں، ہر ملک میں اس قسم کے حملوں کے بعد لکیر پیٹنے اور سیاسی بیانات دینے کا مزاج رہا ہے، سری لنکا میں بھی یہی ہو رہا ہے، اس حادثہ سے نمٹنے اور فوری امدادی کام کے لیے وہاں کے باشندوں کو مصیبت کی گھڑی میں متحد ہو کر کام کرنا چاہیے اور حکمرانوں کی ناکامی کے ماتم کے بجائے متاثرین کی اشک شوئی میں اپنی توانائی لگانی چاہیے۔

سری لنکا ۲۰۰۹ تک خانہ جنگی کا شکار رہا ہے، وہاں کی معیشت اور سیاسی نظام دونوں کو سخت مسائل ومشکلات کا سامنا ہے، ایسے میں ان دھماکوں کے دور رس منفی اثرات مرتب ہوں گے، اس لیے کہ معاملہ صرف سری لنکا کے شہریوں کی ہلاکت کا ہی نہیں، اس حادثہ میں ہندوستان، پرتگال ڈنمارک، اور ہالینڈ کے شہری بھی ہلاک ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے بین الاقوامی طور پر یہاں لوگوں کی آمد ورفت پر اثر پڑے گا، اور سری لنکا کا شمار غیر محفوظ ممالک میں ہونے لگے گا۔ غیر ملکی کمپنیاں یہاں سرمایہ کاری سے گریز کرنے لگیں گی۔

ہمارا موقف ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ دہشت گردی جہاں کہیں ہو اور جس کسی کے ذریعہ انجام دیا گیا ہو، بہر حال قابل مذمت ہے اور اس سلسلے کو بند ہونا چاہیے، لوگ ہلاکتوں کو مسلم اور غیر مسلم کے خانے میں بانٹتے ہیں، ہمارا کہنا ہے کہ دہشت گردی کا شکار کوئی بھی ہو، یہ نسل انسانی کا خون ہے اور دہشت گردوں کا نام جو بھی ہو ان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ مذہبی عبادت گاہوں کو خصوصیت سے نشانہ بناتے ہیں، ماضی کے اوراق پلٹیں اور صرف ۲۰۰۰ء سے اب تک کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ۲۰۰۰ء میں انڈونیشیا کے شہر جکارتہ میں کلیساؤں پر حملے ہوئے، ۲۰۱۲ء میں نیویارک امریکہ میں مسجد ومندر کو نشانہ بنایا گیا، ۲۰۱۶ء میں سعودی عرب میں مسجد اور بنگلہ دیش میں مندر دہشت گردوں کی زد میں آئے، ۲۰۱۷ء میں کناڈا کی کیوبک مسجد میں نماز کے دوران حملہ میں چھ نمازی شہید ہوئے، نیوزی لینڈ اور سری لنکا کا تازہ واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، کوئی بھی مذہب بے گناہوں کو اس طرح مارنے کی اجازت نہیں دیتا اور بدلہ لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کتا اگر کسی کو کاٹ لے تو وہ کتا کو کاٹنا شروع کر دے، یہ ایک احمقانہ فعل ہے، مہذب اور باشعور دنیا میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، لیکن بعض سرپھرے اور عقل وخرد سے عاری اس پر بھی تالیاں پیٹتے ہیں اور مرنے والے کی قیمت اس کے مذہب سے جوڑتے ہیں، ایسے لوگ کبھی بھی مذہبی نہیں ہو سکتے، دوسرے مذاہب کے بارے میں تو نہیں، لیکن اسلام کے بارے میں برملا کہہ سکتا ہوں کہ اس کے نزدیک یہ انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے اور اس کو کسی بھی قیمت پر گوارا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

روزہ

''روزہ کے ثمرات وبرکات اسی وقت حاصل ہوں گے، جب روزہ کے ظاہری و باطنی آداب کا مکمل خیال رکھا جائے، بلاشبہ آج ہم رمضان میں کھانا پینا چھوڑ کر شرعی طور پر روزہ دار تو بن جاتے ہیں؛ لیکن کیا واقعی ہمارے دل اور روح کو بھی روزہ نصیب ہو جاتا ہے، یہاں تو حال یہ ہے کہ رزق حلال کی جستجو نہیں، زبان پر لگام نہیں، نگاہوں پر قابو نہیں، حرام باتوں کے سننے سے کانوں کو پرہیز نہیں۔''

(ماہ رمضان اور ہم)

بلا تبصرہ

''سیاست اب پیسے کا کھیل ہو گیا ہے، سیاست میں وہی آگے بڑھ سکتا ہے جو پیسے والا ہے، یا پیسہ حاصل کرنے کا ہنر جانتا ہے، سیاست کو اب نفع بخش تجارت بھی سمجھ لیا گیا ہے، بہتی گنگا میں ہر کوئی ہاتھ دھونا چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ سیاست میں قدم رکھتے ہی بیش تر لوگوں کی معاشی حالت میں غیر متوقع طور پر تبدیلی آجاتی ہے، ان کا رہن سہن ٹھاٹ باٹھ اور زندگی کا معیار سب تبدیل ہو جاتا ہے۔''

(پندار ۱۷؍اپریل ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

محصلین وسفرا کا خندہ روئی سے استقبال کیجئے:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''إذا أتاکم المصدق فلیصدرعنکم وهو راضٍ'' جب صدقہ وزکوٰۃ وصول کرنے والا تمہارے پاس آئے تو وہ خوشی سے واپس ہوجائیں؛ یعنی خندہ روئی سے ان کا استقبال کیجئے۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد میں شرکت کرنے اور تیاری میں حصہ لینے کے لیے ترغیب دی اور صحابہ کرام کو انفاق فی سبیل اللہ کی طرف متوجہ فرمایا۔

وضاحت: دینی امور کو اجتماعی شکل میں انجام دینے کے لیے چندہ کرنا آقائے دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک ۹ رہجری کے موقعہ پر اپنے جانثار صحابہ کو راہ خدا میں خوش دلی سے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی، جب رومیوں نے مدینہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا اور اس کی تیاری شروع کردی تو ایسے نازک موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری سمجھا کہ رومیوں کو نہ تو حملہ کرنے میں پہل کا موقعہ دیا جائے اور نہ ہی انہیں حدود عرب میں گھسنے کا موقع دیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکابر صحابہ سے مشورہ کیا، پھر آپ نے پیغمبرانہ عزم اور تائید ایزدی سے اس مہم کا آغاز فرمایا اور جنگی تیاریوں کے لیے زرومال سے صحابہ کو اعانت کرنے پر ابھارا، تبوک کی مسافت طویل تھی، راستے ناہموار تھے، موسم شدید گرمی کا تھا، مدینہ میں فصلوں کے پکنے کے دن تھے، ایسے امتحان اور آزمائش کی گھڑی میں جانثار صحابہ نے آپ کے اعلان پر لبیک کہا، سامان جہاد اور زادراہ جمع کرنے لگے، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے ہر چیز کے آدھے حصے لے کر آگئے، حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کا سارا مال حضور کی خدمت میں پیش کردیا، حالانکہ آپ نے دریافت کیا کہ اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا تو فرمایا کہ ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وقفہ وقفہ سے جو کچھ جمع کیا، اگر تمام روایتوں کو جمع کیا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے، ایک ہزار دینا نقدر، ستر ہزار درہم، دوسو اوقیہ چاندی، سات سو اوقیہ سونے کے عطیات پیش کئے۔ (ماخوذ سیرت احمد مجتبیٰ، ص:۲۹۹)

اس طرح بہت سارا ساز وسامان کا ڈھیر جمع ہوگیا، ایک موقعہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک فوجی دستہ تیار کرنا چاہ رہے تھے، اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مالی تعاون کی اپیل کرتے ہوئے فرمایا: تصدقوا فإني أريد ابعث بعثًا، میں ایک فوجی دستہ بھیجنا چاہتا ہوں، تم لوگ اس کام کے لیے مالی صدقہ کرو، یہ ارشاد سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنے گھر گئے اور واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس چار ہزار درہم (رقم) ہے، اس میں سے دو ہزار اپنے رب کو قرض دے رہا ہوں اور باقی دو ہزار میں نے اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑ دیا، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: **بارک اللّٰه لک فیما اعطیت وبارک اللّٰه لک فیما ترکت**. (صورۃ من حیاۃ الصحابۃ)

اس طرح کے کار خیر میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور راہ خدا میں خرچ کرتے رہے اور اپنے جانثار صحابہ کو بھی دینی امور کو انجام دینے کے لیے مالی تعاون پر ابھارتے رہے، پھر ان کے بعد تابعین وتبع تابعین؛ بلکہ تاریخ کے ہر دور میں دینی کاموں کے انجام دہی کے لیے چندے ہوتے رہے ہیں، اور لوگ اپنی وسعت کے مطابق تعاون کرتے رہے ہیں، آج جبکہ الحاد ولادینیت اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کو مجروح کرنے کے لیے نت نئے فتنے اور سازشوں کے سیاہ بادل پھیلتے جارہے ہیں، مقام شکر ہے کہ ان مسلم بچوں کو فتنہ وارتداد سے بچانے اور ان کے ایمان ویقین کو پختہ کرنے کے لیے ملک بھر میں مدارس ومکاتب قائم ہیں، جہاں مسلمانوں کے غریب بچے دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوکر دین حق کی تبلیغ کرتے ہیں، ایسے مدارس کو مالی اعتبار سے مستحکم کرنے کی اہل ثروت کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے، اسی مناسبت سے رمضان کے مبارک مہینے میں ہمارے مدارس ومکاتب کے سفراء ومحصلین دور دراز کے شہروں اور قصبات کا سفر کرتے ہیں، آپ انہیں اپنی عطیات وصدقات اور زکوٰۃ سے مدد کریں، انہیں زکوٰۃ وصدقات دینے سے آپ کو دو فائدے حاصل ہوں گے، ایک مستحق زکوٰۃ ہونے کی وجہ سے اور دوسرے اسلام کی سربلندی اور اس کی دعوت واشاعت کو قوت پہونچانے کے باعث۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنی اعانتیں علماء کو دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مقام نبوت کے بعد علماء سے بڑھ کر کوئی بلند مرتبہ نہیں۔ (الاتحاف) اس لیے مالداروں کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ان مدارس ومکاتب کے محصلین وسفراء کے ساتھ ہمدردی وغمگساری سے پیش آئیں اور انتہائی خوشدلی، کشادہ پیشانی سے اپنی زکوٰۃ ادا کریں اور اس پر اللہ کا شکر بجالائیں کہ اس نے توفیق بخشی، اس قت اپنی برتری اور شہرت سے ان کی دل شکنی نہ کریں، احسان جتلا کر انہیں تکلیف نہ پہونچائیں، بہت سے صاحب مال محصلین کو خواہ مخواہ بار بار طلب کرتے ہیں اور یہ بیچارے محصلین امید لگائے بار بار حاضری دیتے ہیں اور بسا اوقات زکوٰۃ دہندہ غیر مفید اور لغو حیلے کرکے خالی ہاتھ لوٹا دیتے ہیں، یہ عمل اسلام کے اخلاقی ہدایات وتعلیمات کے منافی ہے، عہد نبوت میں حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ وصول کرنے والے صحابی رسول کو واپس کردیا اور کہا کہ ابھی آپ جائیں، پھر کوئی فیصلہ کروں گا، نزول آیت کے چند دنوں بعد حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ میرا صدقہ قبول کرلیا جائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارا صدقہ قبول کرنے سے منع کردیا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صدقہ دینے لگے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عورتوں کا نماز تراویح ونماز پنجگانہ کے لیے مسجد جانا:

اگر عورتوں کے لیے مسجد کے بالائی حصہ میں نماز کا انتظام کیا جائے، ان کے آنے جانے کا دروازہ مردوں سے الگ ہو تو ایسی صورت میں عورتیں نماز پنجگانہ، جمعہ وعیدین اور نماز تراویح کے لیے جاسکتی ہیں یا نہیں؟ جب کہ عورتوں کو مسجدوں میں نہ جانے دینے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، حرمین شریفین جیسی مبارک جگہ میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی بھی حاضری ہوتی ہے اور سب ایک امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، تو ہندوستان میں کیوں نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

حرمین شریفین میں عورتوں کی نماز پر قیاس کرکے ہندوستان جیسے ملک میں عورتوں کو نماز جماعت کی ادائیگی کے لیے مسجد جانے کی وکالت کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ کیوں کہ حرمین شریفین میں عورتوں کی عصمت وآبرو محفوظ ہوتی ہے، وہاں کی حکومت اپنی ذمہ داری پر نمازی عورتوں کو بھرپور تحفظ فراہم کرتی ہے، اور فتنہ انگیزی کرنے والوں اور عصمت وآبرو کے لٹیروں کے لیے سخت ترین عبرتناک سزائیں مقرر ہیں، وہاں کے حالات بالکل محفوظ ہیں، جب کہ یہاں کے حالات غیر محفوظ ہیں، یہاں قانون کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں، قانون کے رکھوالے اور قوم وملت کے محافظ ہی غنڈے اور لٹیرے ہیں، عصمت وآبرو کے لٹیرے انسانی بھیڑئے اور درندے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں، ان کی ہوسناکی اور درندگی کے سامنے عمر کی کوئی قید نہیں ہوئی، قدم قدم پر ننھی اور معصوم بچیوں کے ساتھ درندگی وحیوانیت کے بڑے بڑے المناک و دردناک واقعات پیش آتے رہتے ہیں، ایسے سنگین اور ناگفتہ بہ حالات میں عورتوں کو بے روک ٹوک مساجد میں آکر نماز باجماعت کی وکالت کرنا اور اس کی ترغیب دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ نیز یہ اس حدیث کے بھی صریح خلاف ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو گھر کے پوشیدہ حصے میں نماز پڑھنے کو افضل قرار دے کر اس بات کی ترغیب دی ہے کہ تم گھر میں ہی نماز پڑھو، گویا تم کو گھر میں نماز پڑھنے سے وہی ثواب ملے گا، جو مردوں کو مسجد میں پڑھنے سے ملتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز مسجد کے بجائے گھر میں اور صحن کے بجائے کمرے میں اور کمرے کے بجائے کوٹھری میں افضل ہے۔

عن عبد اللّٰه عن النبی صلی اللّٰه علیه و سلم قال: صلوٰة المرأة فی بیتها افضل من صلاتها فی حجرتها و صلاتها فی محذعها افضل من صلاتها فی بیتها۔ (السنن لابی داؤد: ۱/۸٤)

ایک صحابیہ ام حمید رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تجھے میرے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، لیکن سنو! تیرا میری مسجد میں نماز پڑھنے کے بجائے اپنی قوم کی مسجد میں اور قوم کی مسجد کے بجائے اپنے کمرے میں اور اپنے کمرے کے بجائے کوٹھری میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی تعلیم دی اور اسے افضل عمل قرار دیا، حالانکہ کہاں مسجد نبوی اور کہاں اپنا گھر، کہاں تنہا نماز اور کہاں جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز، لیکن اس حوصلہ مند خاتون نے فوراً مزاج نبوت اور مقصد شریعت کو سمجھا، گھر کے آخری کونے کو اپنے لیے مسجد بنالیا اور مرتے دم تک اسی اندھیری کوٹھری میں نماز پڑھتی رہی۔ (مسند احمد: ۶/۳۷۱، صحیح ابن خزیمہ؛ حدیث ۱۶۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ کی خواتین آج کی بہ نسبت یقیناً بدرجہا بہتر تھیں، کیوں کہ وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، مرد وعورت سب کے سب خوف خدا اور تقویٰ وطہارت سے لبریز اور پاکدامن وپاکباز ہوا کرتے تھے۔ اس کے باوجود حضرت عائشہ نے خواتین میں تھوڑی سی تبدیلی کی بنا پر ان کو فتنے میں پڑ جانے کا خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا اور عورتوں کی مسجدوں میں حاضری کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو دیکھ لیتے تو مسجد میں آنے سے روک دیتے۔

اب موازنہ کیجئے آج کے حالات کا، آج جبکہ عورتوں کی رہائش وزیبائش بناؤ سنگار اور سوچ وفکر میں حد درجہ تبدیلی واقع ہوئی ہے اور مرد وعورت سب کے سب غیر معمولی طور پر اخلاقی گراوٹ کے شکار ہوگئے ہیں، اور حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، ایسے ماحول میں ان کو مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے حاضری کی اجازت کیوں کردی جاسکتی ہے، انہیں نصوص اور حالات کی بنا پر حضرات فقہاء کرام نے عورتوں کو مسجد میں نماز پنجگانہ ہو یا جمعہ، عیدین ہو یا تراویح کسی بھی نماز کی باجماعت ادائیگی کے لیے حاضری کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۱۵۷)

اور یہ کراہت ان کی عصمت وآبرو کی حفاظت کے پیش نظر ہے۔ ورنہ ایسا نہیں ہے کہ عورتوں کا مسجد میں جانا ناجائز وحرام ہے، اگر چلی گئی تو گنہگار ہوگی اور نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی جگہ حالات بالکل پرامن ہوں، عورتوں کی عصمت وآبرو پر کسی طرح کا کوئی خطرہ نہ ہو، حفاظت کا پورا نظم ہو، مسجد میں بھی ان کے لیے استنجاخانہ، وضوخانہ اور نماز کا الگ اور محفوظ انتظام ہو تو وہاں عورتیں پردہ شرعی کی مکمل رعایت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد جاسکتی ہیں، لیکن بہرحال بہتر اور افضل ان کا اپنے گھر میں ہی نماز پڑھنا ہے۔ اسی میں ان کے لیے زیادہ خیر وبھلائی، عصمت وعفت کی حفاظت اور فتنہ وفساد سے عافیت ہے۔ فقط

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم: لا تمنعوا نساء کم المساجد۔ و بیو تهن خیر لهن۔ (سنن ابی داؤد: ۱/۸٤ باب ما جا ف خروج النساء الی المسجد)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 57/67 شمارہ نمبر 17 مورخہ ۲۳/شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹/اپریل ۲۰۱۹ء روز سوموار

آمدِ رمضان

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، شیاطین پابند سلاسل ہونے والے ہیں، جنت کا دروازہ کھلنے والا ہے، اور نیکیوں کی فصل لہلہانے والی ہے، اب یہ ہماری ہمت اور توفیق پر منحصر ہے کہ اس ماہ کے فضائل و برکات سے کس قدر ہم اپنا دامن بھرتے ہیں اور کس طرح اپنے مولیٰ کو راضی کر پاتے ہیں، صادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور اپنی بخشش نہ کروالے۔

اس لیے کمربستہ ہوجایئے، سال بھر تو بے فکری رہی، مسجدیں بھر نہیں سکیں، تلاوت قرآن کی توفیق نہیں ہوئی، خیر کی طرف دل مائل نہ ہوا، شر نے اپنے پنجے جمائے رکھے، نامہ اعمال میں کوتاہیاں ہی کوتاہیاں درج ہوئیں، اور ہم شیاطین کی کارستانیوں کا ذکر کرکے مطمئن ہوتے رہے، لیکن اس ماہ میں تو شیاطین بھی بند ہوجاتے ہیں، خیر کی طرف متوجہ ہونے کی آواز لگائی جاتی ہے، شرور سے بچنے کی تلقین ہوتی ہے، پھر بھی روزہ، نماز، تلاوت، نوافل اور صدقہ وخیرات میں کوتاہی ہورہی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ دل ہی مردہ ہوگیا ہے، معصیت اور منکرات نے لوحِ دل کو اس قدر سیاہ کردیا ہے کہ نامۂ اعمال کو سفید کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہورہی ہے، دل کی زمین کو اس قدر بنجر کردیا ہے کہ اعمال صالحہ کی فصل ہی اس پر اگ نہیں پا رہی ہے۔

اگر نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے تو توبہ واستغفار کی کثرت کی جائے، خالق کائنات کے سامنے گڑگڑایا جائے، ندامت کے آنسو بہائے جائیں، اہل اللہ کی صحبت اختیار کی جائے، آخری عشرہ کا اعتکاف کیا جائے، صدقہ وخیرات کی کثرت کی جائے اور محرومین کو نوازا جائے، یہ سارے اعمال دل ودماغ کو صیقل کرتے ہیں، اور جب یہ دونوں اعضاء رئیسہ سے سیاہی دور ہوجاتی ہے تو انسان مرضی مولیٰ کے مطابق زندگی گذارنے لگتا ہے۔

اس لیے اس ماہ کی عظمت کو پہچانئے، قرآن کریم سے اس مہینہ کو خاص نسبت ہے، خود بھی تلاوت کا اہتمام کیجئے اور تراویح میں بھی ایک ختم سننے کا التزام کرڈالیے، کسی بھی کام میں رہیے زبان کو ذکر اللہ سے تروتازہ رکھیے، اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اس کا ذکر بھی بے شمار کیجئے، ہر وقت، ہر پل اور ہر آن کیجئے، اپنی عبادتوں پر نازاں نہ ہوجایئے، کیوں کہ یہ سب اللہ کی توفیق سے ہی ہورہا ہے، اور اللہ کی توفیق مل رہی ہے، اس پر بھی شکر گذار ہوئیے، یہ شکر گذاری مسلسل ہوتی رہے؛ تاکہ مزید توفیق ملے، اور ہم سب دنیاوی سکون اور آخرت کی جنت کے مستحق قرار پائیں۔

پذیرائی

مولانا محمد طارق جمیل صاحب کا نام وکام محتاج تعارف نہیں ہے، دعوت وتبلیغ اور اسلامی تعلیمات کو ملکوں ملکوں پہونچانے کے حوالہ سے ان کا کام عظیم بھی ہے اور وقیع بھی، اللہ رب العزت نے انہیں زبان وبیان پر ایسی قدرت دی ہے کہ مجمع سر دُھنتا ہے، علم اتنا مستحضر اور حافظہ اتنا قوی ہے کہ لمبے لمبے نسب فی البدیہہ اور برجستہ بیان کردیتے ہیں، اس میں ان کو کبھی متشابہ نہیں لگتا، نکتے ایسے بیان کرتے ہیں جو عقل وشعور اور ذہن ودماغ کو اپیل کرتے ہیں، ان خوبیوں کی وجہ سے ان کے خطابات کی بڑی تعداد سوشل میڈیا کی مشہور ومعروف ویڈیو اسٹریمنگ وشیرنگ ویب سائٹ یوٹیوب پر موجود ہے، ان خطبات کو طارق جمیل آفیشیل چینل پر تیرہ لاکھ سے زائد لوگوں نے سبسکرائب کیا، اس کی وجہ سے گوگل کی ذیلی کمپنی یوٹیوب نے مولانا کو مخصوص ''گولڈن پلے بٹن'' سے نوازا ہے، یہ ایک اعزاز ہے جو یوٹیوب ان لوگوں کو دیتی ہے جس کے چینل کو ایک ملین یعنی دس لاکھ لوگوں نے سبسکرائب کیا ہو، یہ انعام کے ساتھ اس بات کا اعتراف بھی ہوتا ہے کہ یہ سب سے مشہور چینل میں سے ایک ہے۔

یوٹیوب اس کا پابند نہیں ہے کہ جس کسی کے بھی چینل کو دس لاکھ لوگوں نے سبسکرائب کیا ہو وہ اعزاد ے ہی دے، یہ اس کی قوت تمیزی اور اپنی صواب دید پر منحصر ہے کہ وہ کس کو اس اعزاز سے نوازتا ہے، اور کس کو نہیں، عموما فیصلہ میں اس بات پر بھی نظر رکھی جاتی ہے کہ اس نے یوٹیوب کی جانب سے جاری ضابطہ کو کس حد تک برتا ہے۔

یوٹیوب، یہ اعزاز چار ناموں سے دیتی ہے، سلور، گولڈن، ڈائمنڈ اور کسٹم، سلور پلے بٹن کے لیے ایک لاکھ سبسکرائبر ہونے چاہیے اور ڈائمنڈ پلے کے لیے ویب سائٹ چینل پر ایک کڑوڑ سے زائد سبسکرائبر ہونے چاہیے، اب تک پوری دنیا میں صرف تین سو چوہتر چینلز ہی اس تعداد کو پہونچ سکے ہیں۔

مولانا طارق جمیل صاحب کو ملنے والا یہ اعزاز نہ تو ان کے کلاہ افتخار میں چار چاند لگاتا ہے اور نہ ہی ہمارے نزدیک ان کے مقام ومرتبہ میں کوئی فرق پڑتا ہے، اس واقعہ کا ذکر کرنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ جو لوگ خالص مذہبی پروگرام کو اہمیت نہیں دیتے اور وہ اسے دنیاوی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ تصور کرتے ہیں انہیں جان لینا چاہیے کہ خلوص کے ساتھ مسلسل، مستحکم اور مربوط انداز میں کیے گیے اچھے کاموں کی پذیرائی ہوتی ہے اور وہ لوگ بھی اس کے قائل ہوجاتے ہیں جو عموما ان چیزوں کو اہمیت نہیں دیتے، مولانا طارق جمیل برسوں سے جس خلوص سے دل کی بنجر زمین پر ایمان ویقین کی فصل لگانے میں لگے ہیں، اس کا نتیجہ ہے کہ وہ عند اللہ اور عند الناس مقبول ہیں، یوٹیوب کی جانب سے دیا جانے والا یہ اعزاز ان کے عند الناس مقبول ہونے کی علامت ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

مضبوط سازش

ابھی کل کی بات ہے، جب چیف جسٹس رنجن گوئی نے فرقہ پرستوں کو دھتکارتے ہوئے کہا تھا کہ آپ لوگ ملک کو پرامن رہنے دیں، انہوں نے متنازع زمین پر واقع مندروں میں پوجا کرنے کی اجازت دینے سے انکار کردیا تھا اور الٰہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا تھا، وہ پہلے بھی عدلیہ کی آزادی کے قائل تھے، اور کسی طرح کے حکومتی دباؤ سے عدلیہ کو پاک کرنے کی باتیں کرتے رہے تھے، انہوں نے پہلی بار پریس کانفرنس میں عدالتوں کی آزادی پر جو خطرات منڈلا رہے ہیں اس کا خلاصہ کیا تھا اور بتایا تھا کہ عدلیہ کی آزادی خطرے میں ہے، اندیشہ یہ تھا کہ انہیں چیف جسٹس کی کرسی تک پہونچنے نہیں دیا جائے گا، لیکن بعض مصلحتیں ایسی تھیں، جس کی وجہ سے حکمراں طبقہ کو طوعا وکرہا یہ کرسی انہیں دینی پڑی، انہوں نے تیزی سے عدلیہ میں شفافیت لانے کی کوشش کی، فرقہ پرستوں کو کئی بار منہ کی کھانی پڑی، انہوں نے رافیل سودے کی دوبارہ سماعت کی منظوری بھی دیدی، رشوت اور بدعنوانی کا کوئی الزام ان پر اب تک نہیں لگا سکا تھا، لیکن فرقہ پرست طاقتیں ان کے رویہ سے برہم تھیں، انہیں کوئی صورت نظر نہیں آئی تو جنسی بے راہ روی کا الزام ایک خاتون کے ذریعہ لگوادیا گیا اور ان کی صاف ستھری شبیہ کو داغدار کرنے کا راستہ ڈھونڈ لیا گیا، جس خاتون نے الزام لگایا ہے اس پر پہلے سے ہی کئی مقدمات چل رہے ہیں اور ملازمت سے پہلے ہی وہ نکالی جاچکی ہے۔

اب چوں کہ الزام چیف جسٹس پر لگا ہے، اس لیے اس کی جانچ کے لیے ایک الگ بینچ بنائی گئی ہے، اگلے ہفتہ چیف جسٹس کو کئی اہم معاملات کی سنوائی کرنی تھی، ظاہر ہے اب یہ سب مشکل ہوگا، انتخابات جاری ہیں، ایسے میں حکمراں جماعت کی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ موضوع خاصہ اہم ثابت ہوگا اور اصل ملکی مسائل لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوجائیں گے۔

غیر ذمہ دارانہ بیانات

اس وقت انتخابی تشہیر میں سیاسی لیڈروں کے غیر ذمہ دارانہ بیانات اور بے بنیاد تبصروں سے ملکی فضا مکدر ہورہی ہے، کیونکہ اس طرح کے بیانات سے سیاسی لیڈروں کی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر وہ خدانخواستہ الیکشن جیت گئے تو ملک اور معاشرہ کا مستقبل کیا ہوگا، گرچہ چند قابل اعتراض بیان پر الیکشن کمیشن نے گرفت کی اور انہیں ضابطہ اخلاق کی پاداش میں سرزنش بھی کی مگر جن کی زبان بے لگام رہی ہے ان کو قابو میں کرنے کے لئے دشواری پیدا ہورہی ہے، اس معاملہ میں بی جے پی کے امیدوار سب سے آگے نظر آرہے ہیں، حتی کہ وزیر اعظم نریندر مودی کی زبان بہت پھسلتی ہے، انہوں نے ایک انتخابی ریلی میں کہا کہ ہم ایٹم بم دیوالی کے لئے رکھ چھوڑا ہے، شرم کی بات ہے کہ ووٹ مانگنے کے لئے ایٹم بم تک کا تذکرہ ہونے لگا ہے، یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے علی اور بجرنگ بلی کا نعرہ لگا کر ایک نیا تنازعہ کھڑا کردیا، اور یہیں تک بس نہیں کیا بلکہ ہندوستانی فوج کو مودی سینا قرار دے کر ہندو ووٹ بینک کو مستحکم کرنے کی کوشش کی جو کہ کسی طرح بھی جمہوریت کے اعلیٰ اخلاقی قدروں سے میل نہیں کھاتا ہے، ووٹ اصول ونظریات کی بنیاد پر ملا کرتا ہے، اس وقت حکمراں جماعت کو عوام کے سامنے حساب دینا چاہئے کہ ملک کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے انہوں نے کیا کیا اقدامات کئے اب چونکہ انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے تو عوام کو لایعنی باتوں میں الجھایا جارہا ہے، تاکہ کوئی اس سے حساب ہی نہ طلب کرے، اس مرتبہ ووٹروں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اب بہت دنوں تک عوام کو بے وقوف نہیں بنایا جاسکتا ہے کوئی بھی اس کے پھیلائے ہوئے دام فریب میں پھنسنے والے نہیں ہیں، انہیں اب یوم حساب کا انتظار کرنا چاہئے، اس لئے ابھی سے ہی کسی آشیانے کی تلاش میں جٹ جائیں۔

افسوس ناک

ابھی دو ہفتے ہی گذرے ہیں، جب میں نے اپنے کالم بین السطور میں ''خون کی پیاس'' کے عنوان سے اس کرب کو ظاہر کیا تھا، جس سے آئے دن ہمیں سابقہ پڑتا رہتا ہے، تازہ واقعہ ویشالی ضلع کے ایک گاؤں کا ہے، جہاں بکری کے دوسرے کی فصل چرنے پر جھگڑا ہوگیا، بکری نے کھیت چرلیا اس پر کھیت والے نے بکری والے کو بُرا بھلا کہا اور بکری والے نے اپنی طاقت کے بل پر کھیت والے کے دولڑکے، دولڑکی اور اس کی اہلیہ کو بُری طرح مارا کہ ایک ۱۹/سالہ لڑکا کے سر کے ٹکڑے ہوگیے، دماغ باہر نکل آیا، ایک عورت، دولڑکی اور دولڑکے سخت زخمی ہوئے، ان میں سے محمد دانش نامی لڑکے کا انتقال پی ایم سی ایچ میں ہوگیا، جنازہ کے ساتھ مظاہرہ کرنے والے کو پولیس نے زدوکوب کیا اور خود محمد دانش مرحوم کے والد کو اس بے دردی سے مارا کہ اس کے پاؤں زخمی ہوگیے، قاتل کو پکڑنے سے پولیس والوں کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، الٹے ضابطہ اخلاق اور سڑک جام کرنے کے نام پر ایک درجن سے زائد نامزد لوگوں پر ایف آئی آر کردیا ہے اور دو سو نامعلوم لوگوں کو بھی مدعی علیہ بنایا ہے، یہ ایک افسوسناک صورت حال ہے، جس کا سامنا اس گاؤں کے لوگوں کو کرنا پڑ رہا ہے، پولس بے گنا لوگوں کو پکڑنے میں جٹی ہے، گاؤں میں پولسیا دہشت گردی پھیلی ہوئی ہے، مظلوم کو انصاف کیا ملتا، ظالموں کی ہم نوائی اور اس کو بچانے میں کئی لوگ ''دلال'' بنے ہوئے ہیں، اور اپنا الوسیدھا کررہے ہیں۔ مقتول مالی اعتبار سے کمزور ہے، اس لیے اس کا خون ناحق پولس کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے، اور جو لوگ اس کام کے لیے کھڑے ہو سکتے تھے، سب پر نصف درجن سے زائد دفعات لگا کر اس لائق نہیں چھوڑا ہے کہ وہ ان کو انصاف دلانے کے لیے آگے آسکیں، اور یہ سب اس حکمراں کے زمانہ میں ہورہا ہے جو زیرو ٹالرنس کی بات کرتا رہتا ہے، بات حکومت کے اہل کاروں کے علم میں ہے، لیکن نتیجہ اب تک صفر ہے۔

محمد دانش تو اپنی جان سے گیا، لیکن اس واقعہ نے اس احساس کو مزید پختہ کیا ہے کہ طاقت ور کمزوروں کو مار بھی دے تو وہ اپنے اثر ورسوخ اور مال ودولت کے بل پر صاف بچ کر نکل سکتا ہے، ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے، آج بھی ہورہا ہے، اور جانے کب تک ہوتا رہے گا۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

یادوں کے چراغ

الحاج محمد علی ایڈوکیٹ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے سابق رکن، سیتامڑھی وقف بورڈ کے سابق سکریٹری بہار اردو اکیڈمی کے سابق ممبر، نامور وکیل، آل انڈیا ملی کونسل کے رکن، ملت کے غم میں تڑپنے والی مشہور ومعروف شخصیت، علماء کے قدر داں، پریشان حال لوگوں کے لیے ہمیشہ فکرمند، الحاج محمد علی ایڈوکیٹ کا ان کے گھر خلافت باغ، مہسول چوک، سیتامڑھی میں ۱۸/جنوری ۲۰۱۹ء بروز جمعہ صبح سات بجے انتقال ہوگیا، وہ کئی ماہ سے صاحب فراش تھے، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز عصر مہسول چوک پر جناب طاہر حسین عرف چھوٹے بابو کے دروازے پر ہوئی، اور راجو پٹی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، جنازہ کی نماز مفتی عبدالرشید صاحب استاذ مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجو پٹی سیتامڑھی نے پڑھائی، پس ماندگان میں تین لڑکے، ایک لڑکی اور ایک اہلیہ کو چھوڑا۔

الحاج محمد علی ایڈوکیٹ بن حاجی مجیب الرحمٰن کی جائے پیدائش مولانگر باج پٹی تھی، جہاں ان کے دادا اپنے وطن جالے دربھنگہ سے نقل مکانی کر کے آبسے تھے، ۴/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو انہوں نے اس عالم فانی میں آنکھیں کھولیں نانی ہال گورا نان پور سیتامڑھی تھا، بابو جنت حسین آپ کے نانا تھے، ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، میٹرک اورنیٹل ہائی اسکول سے کیا، ۱۹۶۴ء میں بہار یونیورسٹی سے ام اے اردو، پھر فارسی میں ماسٹر ڈگری لی، قانونی نکات کے جاننے کی خواہش تھی، اس لیے ال ال بی کیا اور مسلم پرسنل لا نیز ہندو لا میں مہارت پیدا کی، وکالت شروع کرنے کے پہلے روزنامہ آزاد ہند کولکاتہ کے اسپورٹس ایڈیٹر کے طور پر بھی انہوں نے کام کیا اور کھیل کود کا صفحہ مرتب کرتے رہے، ۱۹۶۴ء میں ہی انہوں نے پٹنہ بار کونسل جوائن کرلیا اور کم وبیش ۲۵/سال اے پی پی کے طور پر کام کیا، ۱۹۷۱ء میں وہ جناب محبوب عالم ساکن معروف گنج ملت کالونی گیا کی دختر نیک اختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اور پوری زندگی مثالی گذاری، انہوں نے کم وبیش پچاس سال وکالت کے پیشہ میں گذارا، اور پیشہ کے تقدس کو پامال نہیں ہونے دیا۔

وکیل صاحب سے میری ملاقات بہت قدیم تھی، جن دنوں میں مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی میں استاذ تھا، اور اپنے علاقہ ویشالی کی تعلیمی پس ماندگی دور کرنے کے لیے فکرمند، اس زمانہ میں حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ بانی دار العلوم قاسمیہ بالا ساتھ کے یہاں کثرت سے آنا جانا ہوتا تھا، ان کی مالیات سے گاؤں میں ایک مکتب چلا کرتا تھا، اور میری کتاب تفہیم السنن جلد اول کی اشاعت بھی انہوں نے زر کثیر صرف کر کے کیا تھا، یاد آتا ہے کہ پہلی بار وکیل صاحب سے ملاقات بالا ساتھ میں ہوئی تھی، پھر جب حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نور اللہ مرقدہ نے آل انڈیا ملی کونسل قائم کیا تو وہ اس سے جڑ گیے، بہار شاخ کے قیام کے بعد مولانا مفتی نسیم احمد قاسمی کے ساتھ ضلعی شاخ کی تشکیل شروع ہوئی تو سیتامڑھی میں تشکیل کے وقت جو لوگ سرگرم تھے، ان میں ایک بڑا نام محمد علی ایڈوکیٹ صاحب کا بھی تھا، وہ ضلعی ملی کونسل کے ذمہ دار اور زمانہ تک مرکزی ملی کونسل میں رکن تھے، اس وجہ سے مختلف پروگراموں میں ان سے ملاقات ہوجایا کرتی تھی، میری اور ان کی عمر میں بڑا فاصلہ تھا، اس لیے شروع میں اس فاصلہ کے ساتھ ہی میں تعلق رکھتا، حفظ مراتب کے ساتھ بات ہوتی، لیکن جلد ہی وہ مجھ سے گھل مل گیے، میری تحریروں کے بڑے مداح تھے، نقیب اور انقلاب میں میرے مضامین کا خصوصیت سے مطالعہ کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے، میری کوئی کتاب چھپتی تو مطالبہ کرتے کہ مجھ تک اب تک نہیں پہونچی، آخر عمر میں بینائی کمزور ہوگئی تو سب سے زیادہ پریشانی مطالعہ کی محرومی کی وجہ سے محسوس کرتے، انہوں نے گھر میں ایک لائبریری بنا رکھی تھی، جس میں منتخب کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع کرلیا تھا۔

وکیل صاحب روایتی پیشہ ور وکیل نہیں تھے، جن کا کام لڑانا ہوتا ہے، وہ صلح صفائی پر یقین رکھتے تھے اور آخر حد تک کوشش کرتے کہ معاملہ سلجھ جائے، خصوصا جب دو مسلمان خاندان کی لڑائی ہوتی یا میاں بیوی میں تفرقہ کی بات چلتی تو وہ کورٹ اور کورٹ سے باہر خاندان ٹوٹنے کے نقصانات فریقین کو بتاتے اور کوشش کرتے کہ صلح صفائی کے بعد رخصتی ہوجائے، وہ اپنا تجربہ بیان کرتے تھے کہ نوے فی صد خاندان میں انتشار گارجین کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، میاں بیوی آمنے سامنے بیٹھ جائیں اور بیچ میں ساس سسر نہ ہوں تو گھریلو جھگڑے جلد نمٹ جاتے ہیں۔

ان کی خدمات کا ایک بڑا میدان فساد متاثرین کی قانونی امداد تھی، سیتامڑھی، فساد کے لیے مشہور رہا ہے، جب بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا، محمد علی ایڈوکیٹ صاحب قانونی امداد کے لیے کھڑے ہوجاتے اور متاثرین سے معاوضہ بھی نہیں لیتے، یہ ان کی فکرمندی کی بات تھی، انہوں نے اپنی قانونی مہارت کے ذریعہ کتنے مجرمین کو سزا دلانے میں کامیابی حاصل کی اور کتنے بے گناہوں کو بری کروا کر دم لیا، وہ اس علاقہ میں پریشان حال لوگوں کی امیدوں کا مرکز تھے اور بہت لوگ ان سے حوصلہ اور ہمت پاتے تھے۔

اللہ رب العزت نے ان کی اولاد کو بھی نیک صالح بنایا ہے، وہ وکیل صاحب کی طرح ہی امارت شرعیہ اور ملی تنظیموں سے محبت کرتے ہیں، علماء کی قدردانی میں بچھ جاتے ہیں، ان کے ایک صاحب زادہ محمد ارشد دبئ میں رہتے ہیں، جشمہ کی دوکان ہے، جب بھی دبئ کا سفر ہوتا ہے انہوں نے میری آنکھ کی جانچ اور نمبر کے اعتبار سے چشمہ کی فراہمی اپنے واجبات میں شامل کرلیا ہے، دعوت اور تعاون اس پر مستزاد، کتنا بھی انکار کیجئے یہ اس سے باز نہیں رہ سکتے، کبھی ایسا ہوا کہ میں نے قصدا ادھر کا رخ نہیں کیا تو بھی میری رہائش گاہ پر چشمہ پہنچا جائیں گے، ٹوپی پہنانے والے تو بہت ملتے ہیں، لیکن چشمہ پہنانے والے صرف ارشد بھائی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے والد مرحوم نے جو تربیت ان حضرات کی، کی ہے اور علماء کی قدردانی کا جو سبق ان لوگوں کو دیا ہے، اس پر سب بھائی پورے طور پر عامل ہیں، ایسے صالح نیک بندے جب والد مرحوم کے لیے دعا کرتے ہیں تو صادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نامۂ اعمال میں مرنے کے بعد بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو ان کے صاحبزادگان ان کے لیے ذخیرہ آخرت ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو خوش رکھے اور مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

انسانی دنیا پر خانقاہوں کے عروج وزوال کا اثر

: ایڈیٹر کے قلم سے

شریعت میں ایمان، اسلام اور احسان تینوں اسی ترتیب کے ساتھ مطلوب ہیں، جس کا پتہ حدیث جبرئیل سے چلتا ہے، پہلے ایمان سے قلوب منور ہونے چاہیے، پھر اس کے اثرات انقیاد ظاہری کے طور پر اعمال صالحہ کی شکل میں سامنے آنا چاہیے، اور پھر ان اعمال کے کرتے وقت یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو تو کم تر درجہ یہ ہے کہ کسی بھی کام کے کرتے وقت یہ احساس ہو کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، اسی کا نام احسان ہے، ماالاحسان کے جواب میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کن تعبد الله فانک یراه وان لم تکن تراه فانه یراک ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی ممتاز ترین صفت یہی تھی، کہ انہیں ہر عمل کے وقت اللہ کا حاضر وناظر ہونا یاد رہتا تھا۔ اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا ادراک جب بندے کو ہوتا ہے تو وہ اعمال خیر کو لازم پکڑتا ہے، اور منکرات وممنوعات سے دور بھاگتا ہے، اسے گناہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، کیوں کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

یہاں پر حضرت عمر کے دور کے اس چرواہے کو یاد کیجئے جس سے حضرت عمرؓ نے آزمانے کے لیے بکری کا دودھ دینے کو کہا تھا، تا کہ وہ اپنی پیاس بجھا سکیں، چرواہے نے کہا کہ میری ذمہ داری بکریوں کی حفاظت ہے، میں اس کے دودھ کا مالک نہیں، میں مالک سے بغیر پوچھے آپ کو دودھ نہیں دے سکتا، کیوں کہ یہ خیانت ہوگی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ارے! کون مالک دیکھ رہا ہے؟ تم ایک پیالہ دودھ پلا دو گے تو کیا ہوگا؟ چرواہے کا غصہ جلال پر آگیا اور زور سے کہا۔ ”این الله“ مالک نہیں ہے، لیکن اللہ کہاں چلا گیا ہے، یہ ہے اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا ادراک۔

اس لڑکی کو یاد کیجئے جس کی ماں نے رات میں دودھ میں پانی ملانے کو کہا، حضرت عمرؓ گشت پر تھے، اس دیوار کے قریب کھڑے ہو گیے، لڑکی نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرسکتی اسلام میں ملاوٹ منع ہے اور حضرت عمرؓ تک بات پہونچ گئی تو کوڑے پڑیں گے، ماں نے کہا کون عمرؓ یہاں بیٹھا ہوا ہے، لڑکی نے برجستہ کہا کہ عمرؓ کا خدا کہاں ہے؟ یہ ہے احساس۔

ان تین بندوں کا بھی ذکر مستحضر کر لیجئے جو ایک گڑھے میں گر گئے تھے اور پتھر نے ان کے نکلنے کا راستہ بند کر دیا تھا، ان تینوں نے اپنے اعمال کے حوالہ سے اس مصیبت سے خلاصی کی دعا مانگی، ان میں سے ایک نے کہا کہ انتہائی حسین وجمیل لڑکی نے مجھے دعوت گناہ دیا، طبیعت مائل ہو رہی تھی، لیکن مجھے احساس ہوا کہ اللہ دیکھ رہا ہے، میں اس حرکت سے باز آیا اور گناہ سے اللہ کے واسطے رک گیا، حدیث میں ہے کہ پتھر نے سرک کر ان کو نکلنے کا راستہ دیدیا۔

ظاہر ہے یہ ادراک واحساس اور اللہ کی حضوری کا شعور، انبیاء کرام کی طرح کسی کو نہیں مل سکتا، لیکن صحابہ کرام کو یہ دولت تربیت نبوی سے حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ تابعین، تبع تابعین سے آج تک دراز ہے، تاریخ کے کسی دور میں ایسا نہیں ہوا کہ ایسے تربیت دینے والے لوگ نہ رہے ہوں اور ایسا ممکن نہیں ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ صدیقین کی صحبت کا بھی حکم دیا ہے، دین قیامت تک کے لیے ہے تو صدیقین کی صحبت کا حکم بھی قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے صدیقین کا وجود بھی ہر دور میں رہے گا، میں اس بات کو نہیں مانتا کہ ”وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گیے“ یہ دوکان ہر دور میں باقی رہے گی تا کہ دوائے دل بنی نوع انسان کو ملتی رہے۔

یہ دوائے دل جہاں ملتی ہے اسے دار الاحسان کہتے ہیں، ہندوستانی اصطلاح میں اسی کو خانقاہ سے تعبیر کرتے ہیں، یہ خانقاہیں در اصل آدمی کو انسان بنانے کے کارخانے ہیں، یہ شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، شریعت، طریقت اور حقیقت کے مدارج ہم نے بنا لیے ہیں، احسان یا تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے جو تصوف شریعت کے دائرہ سے باہر ہے، انسان اس کی پیروی کا قطعا مکلّف نہیں ہے، ہمارے نزدیک جو صدیقین اور ہندوستانی اصطلاح میں پیر ہیں ان کے ناپنے کا پیمانہ شریعت پر عمل ہی ہے جو سنت کے ساتھ متصف ہو، قطب، ابدال بھی ہونے کے لیے شریعت پر عمل ضروری ہے، سرمد ومنصور ہونا بھی آسان نہیں ہے، لیکن شریعت کے دائرہ سے ظاہراً بھی سر موانحراف کوئے یار سے سوئے دار تک جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

انسانی دنیا کا جب تک تعلق خانقاہوں سے رہا اور خانقاہ میں شریعت کے پابند ”پیر“ رہا کرتے تھے یہاں سے مردم سازی کا کام ہوتا تھا، انسانیت کا درس دیا جاتا تھا، خدا شناشی اور خود شناشی کی تعلیم دی جاتی تھی، اس کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ غیر مذاہب کے لوگ بھی کثرت سے یہاں آتے جاتے تھے، جن کے مقدر میں اللہ رب العزت نے ایمان لکھ رکھا ہوتا تھا وہ اسلام قبول کر کے نور ایمانی سے مجلی اور مصفی ہوجاتے تھے، اور جن کی قسمت میں یہ مقام نہ ہوتا وہ کم از کم اکرام اور احترام انسانیت کی دولت سے مالا مال ہوجاتے تھے اور آج کی طرح مذہب کی بنیاد پر تناؤ اور فرقہ وارانہ نفرت نہیں پائی جاتی تھی۔ پھر دوسری چیزوں کی طرح اس میدان میں بھی تنزل ہوا، بہت سارے ڈنڈے شاہ، پنکھا شاہ، آگئے، اور انہوں نے خانقاہوں کو تزکیہ نفس کے بجائے معاشی حصول اور دولت وثروت کے اکٹھا کرنے کا ذریعہ بنا دیا، اس قسم کی خانقاہوں سے مردم سازی کی صفت نکل گئی، چنانچہ باغی مرید کی زبانی علامہ اقبال کو کہلوانا پڑا۔

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
مجھ کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

یہ اس وقت کی بات ہے جب روشنی ”دیا“ ہی سے پھیلتی تھی، بجلی تو خال خال گھروں میں ہوا کرتی تھی، اس زمانہ میں پیروں کا گھر بقعہ نور بنا ہوتا تھا، (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

تاریخ اسلام

فاتح سندھ؛ محمد بن قاسم

رضوان احمد ندوی

ہندوستان اور عرب کے قدیم تجارتی، ثقافتی اور تہذیبی تعلقات رہے ہیں، عرب تجار سندھ اور گجرات کے ساحلی شہروں میں فروکش ہوتے اور سامان تجارت کی خرید وفروخت کرتے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کرتا کہ دریائی ڈاکو عربوں کے سامان کولوٹ لیا کرتے تھے، جب اسلامی سلطنت کا دائرہ عراق تک وسیع ہوا، جس کی سرحدیں سندھ اور گجرات سے جاملتی ہیں تو داعیان اسلام نے یہاں بھی اسلامی پرچم کے لہرانے کا منصوبہ بنایا، گرچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اس کی کوشش کی گئی؛ لیکن وہ تجارتی روابط تک ہی محدود رہے، سیاسی رجحان باضابطہ طور پر ۹۲ھ میں ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں کا پہلا قافلہ سندھ میں اترا اور یہیں ان کی پہلی حکومت قائم ہوئی، خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں اسلامی سپہ سالار کے سرخیل محمد بن قاسم نے محض سترہ سال کی عمر میں سندھ کو فتح کر کے اپنی بہادری اور شجاعت کی ایک نادر مثال قائم کی اور تمام مسلم نوجوانوں کے لیے درس عبرت چھوڑ گئے۔ مورخین اسلام نے فتح سندھ کا پس منظر یہ لکھا ہے کچھ عرب تجار لنکا میں تجارت کی غرض سے قیام پذیر تھے، انہیں ایام میں ایک تاجر انتقال کر گیا، لنکا کے راجہ نے متوفی تاجر کے اہل وعیال کو ایک جہاز میں بڑے اعزاز واکرام سے سوار کر کے عراق روانہ کردیا اور خلیفہ ولید بن عبدالملک سے اپنے تعلقات کو خوشگوار بنائے رکھنے کے لیے بہت سے قیمتی ہدیے اور تحفے بھی بھیجے، جب یہ جہاز بندرگاہ دیبل (موجودہ کراچی) کے قریب پہونچا تو سندھ کے ساحلی لٹیروں نے جہاز کولوٹ لیا، جب وہاں کے راجہ داہر کو اس ناگہانی واقعہ کی خبر ملی تو اس نے عرب عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا، اس زمانہ میں حجاج بن یوسف ثقفی مشرقی ممالک کے اعلیٰ حاکم تھے اور بڑے رعب ودبدبہ والے گورنر تھے، جیسے ہی ان کو اس کی خبر ملی، غصہ کے مارے بیتاب ہوگئے اور فورا راجہ داہر کو خط لکھا اور ان مسلم عورتوں کو باعزت بری کرنے کا مطالبہ کیا؛ لیکن راجہ نے بہت ہی تلخ لہجے میں جواب دیا، اب فوج کشی کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی نے خلیفہ کے ایما پر پہلے دو قسطوں میں اپنے سپہ سالاروں کو تین تین ہزار افراد کے ساتھ روانہ کیا، پہلے کے کمانڈر عبداللہ اسلمی تھے، جب کہ دوسرے کے بدیل بن طیفہ، ان مجاہدوں نے بڑی شجاعت اور پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا، مگر یہ دونوں اپنے مشن میں پورے طور پر کامیاب نہ ہوسکے، ادھر حجاج کو سندھ فتح کرنے کی ضد تھی، اس لیے انہوں نے تیسری بار اپنے نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم ثقفی کو جنگی ضروریات اور مہینوں کی زادراہ کے ساتھ سندھ کی مہم پر روانہ کیا، ان بہادران اسلام نے پہلے مکران اور ارمابیل کو فتح کیا اور یہاں مسلمانوں کو آباد کر کے ایک مسجد تعمیر کی، پھر یہاں سے دیبل کوچ کر گئے اور پیش قدمی کرتے ہوئے دریائے سندھ کے قریب پہونچ گئے، ادھر راجہ داہر دریا کے کنارے سندھ کے دوسرے راجاؤں کے ساتھ ساٹھ ہزار مسلح افواج لے کر پڑا ہوا تھا، محمد بن قاسم اپنے پندرہ ہزار فوجیوں کے ساتھ دریا عبور کرتے ہوئے آگے بڑھے، اب ان دونوں افواج میں جنگ شروع ہوئی، جو کئی دنوں تک جاری رہی، شامی فوجیوں نے سندھی فوجوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی، ان میں کہرام مچ گیا، آخر کار سندھی فوج کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، راجہ داہر خاک وخون میں مل گیا، اس کے قتل کے بعد اس کے فوجیوں نے ہمت ہاردی اور میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرلیا۔

اس طرح ایک سال یک اندر سارے سندھ پر محمد بن قاسم کا قبضہ ہوگیا، راجہ داہر کے بیٹے جے سنگھ برہمن آباد میں شکست خوردہ فوجیوں کو دوبارہ جنگی محاذ پر آراستہ کرنے کی ترغیب دینی شروع کردی، محمد بن قاسم کو خبر ملی تو انہوں نے آگے بڑھ کر برہمن آباد میں جے سنگھ کے فوجیوں کو دھول چٹادیا، وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے، اسلامی لشکر نے اس شہر کو بھی قبضہ کرلیا، یہاں راجہ داہر کا وزیر سیسا کر مورچہ سنبھالے ہوا تھا، اس نے ہوا کے رخ کو بھانپ لیا اور پیچھے ہٹ گیا اور محمد بن قاسم کے پاس جان بخشی کی درخواست کی، جس کو قبول کرلیا گیا اور پھر ان عورتوں کو بھی واپس کردیا، جنہیں سندھ کے قزاقوں نے جہاز سے گرفتار کرلیا تھا، وزیر سیسا کر کی وفاداری اور اطاعت شعاری سے متاثر ہوکر محمد بن قاسم نے ان کو اپنا مشیر کار بنالیا، اس طرح اس عظیم فتوحات سے سندھ اور اس کے مضافاتی علاقے اسلام کی روشنی سے منور ہوگئے، یہاں بہت کچھ جدید ملکی انتظامات کئے گئے، ان میں سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ اضلاع سندھ کے بڑے بڑے زمین داروں کو تبلیغ اسلام کے لیے خطوط بھیجے گئے اور اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں اطاعت اور ادائیگی خراج کی طرف توجہ دلائی، ان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے خراج دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ (تاریخ سندھ) جزیہ کی وصولی کے لیے وفادار برہمنوں کو مقرر کیا اور ساتھ ہی عام لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی ہدایت دی، برہمن آباد کے پجاریوں سے اپنے مذہبی رسومات وشہری حقوق کو ادا کرنے میں آزادی ء کا پروانہ دیا، لیکن ہاں آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ زندگی گذارنے اور ہر حال میں ملک کے اندر امن وسلامتی کی فضا کو قائم رکھنے کی نصیحت کی۔ محمد بن قاسم کی عسکری اور تنظیمی صلاحیت نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا، ابھی سندھ ہی میں مقیم تھے کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک ۷۱۵ء میں رحلت کر گئے اور ان کی جگہ سلیمان بن عبدالملک تخت نشیں ہوئے، اس ناتجربہ کار خلیفہ نے محمد بن قاسم کو واپسی کا حکم دیا اور دمشق بلوا کر اس کو معزول کردیا اور ان کی جگہ یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا والی مقرر کردیا، یزید نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے والی عراق صالح بن عبدالرحمٰن کے پاس بھیج دیا، اس نے ان کو سخت اذیتیں پہونچائی اور آخر میں قتل کرادیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ صالح کے بھائی آدم کو حجاج بن یوسف ثقفی نے خارجیت کے جرم میں قتل کردیا تھا، اس نے انتقامی جذبے سے ان کے بھتیجے محمد بن قاسم کو تختہ دار پر لٹکادیا، ان کی موت پر ہند وعرب کے لوگوں نے خون کے آنسو بہائے، افسوس کہ سلیمان بن عبدالملک کے اشارے پر صالح بن عبدالرحمٰن نے محض اپنی ذاتی عداوت ودشمنی کا انتقام لینے کے لیے مسلمانوں کے اولوالعزم فاتح کو خاک میں ملادیا۔ ایک دوراندیش مورخ نے لکھا کہ تاریخ اسلام کو یہ ایک دکھ بھری کہانی ہے سلیمان سے دو بڑے جرم سرزد ہوئے، ایک موسیٰ بن نصر کی گرفتاری وقید اور دوسرا محمد بن قاسم ثقفی کی گرفتاری وقتل، ان دونوں کی معزولی سیاسی خودکشی سے کم نہ تھی۔ (سالار، ۴/اپریل ۲۰۰۹ء)

محمد بن قاسم کی موت کے بعد سندھ میں بدنظمی پیدا ہوگئی، اس بدامنی کے نتیجہ میں راجہ داہر کا بیٹا جے سنگھ نے دوبارہ برہمن آباد پر قبضہ کرلیا، لیکن جب ۹۹ھ میں سلیمان کا انتقال ہوا اور عمر بن عبدالعزیز تخت وتاج کے مالک بنے تو سندھ کے نظم وانتظام پر قابو پالیا گیا، اس کے بعد ان علاقوں میں مدتوں مسلمانوں کی حکومت قائم رہی، جب انگریزوں کا زمانہ آیا تو ۱۲۵۷ھ میں سندھ کی خودمختاری کا خاتمہ ہوگیا اور انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

جمہوریت بچی تو ملک بچے گا

مولانا عبید اللہ خان اعظمی

جیسا کہ اندازہ تھا کہ لوک سبھا انتخابات ۲۰۱۹ء سے قبل ملک بھر میں حادثات رونما ہوں گے، لہذا ان کا سلسلہ گذشتہ سال کے اواخر سے شروع ہوگیا تھا اور بھارتیہ جنتا پارٹی اور اس کی لگام ہاتھ میں رکھنے والی فسطائی تنظیم آر ایس ایس نے ہر اس کام کو انجام دیتی رہی، جس سے انتخابی جیت کے امکانات روشن کئے جاسکتے ہیں سرحد پر کشیدگی سے لے کر ملک کے اندر تک ایک ہنگامی حالت پیدا کی جارہی ہے اور بھولی جنتا کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ بی جے پی ہی اس ملک میں واحد محبّ وطن جماعت ہے اور باقی ساری سیاسی جماعتیں ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوستان کی نہیں ہیں؛ بلکہ ہندوستان اور ہندو دشمن ہیں، آر ایس ایس کی تیار کردہ اس فہرست میں کانگریس کا نام سب اوپر ہے، اس لیے کہ کانگریس ہی پورے ملک میں کہیں مضبوطی کے ساتھ تو کہیں اپنے ماضی کی شاندار روایت کے حوالے سے اپنا وجود رکھتی ہے، بھارتیہ جنتا پارٹی کو پورے ملک میں یہی ایک پارٹی ہے جو ٹکر دینے کی قوت رکھتی ہے، کانگریس کے اس پس منظر کو نظر میں رکھتے ہوئے ایک کوشش یہ بھی ہورہی ہے کہ علاقائی پارٹیوں کو کانگریس سے دور رکھا جائے، تاکہ ایک عظیم اتحاد کو وجود میں آنے سے روک دیا جائے، اتر پردیش میں اکھلیش اور مایاوتی کا اتحاد بہرحال ایک خوشگوار شئے ہے، کانگریس نے بھی اتر پردیش میں اپنی انتخابی حکمت عملی لچک دار رکھی ہے، اس سے ہٹ کر بھارتیہ جنتا پارٹی کی انتخابی جیت کی ہوس پر نظر ڈالی جائے تو بہت ہی کوفناک منظر نامہ سامنے آتا ہے، فرقہ پرستی کی کوکھ سے جنمی آر ایس ایس اور اس کی کوکھ سے نکلنے والی بھارتیہ جنتا پارٹی نے ہندوستان کی سیاست کو پستی کی آخری حد تک پہنچادیا ہے، فوجیوں کے خون کو اپنے سیاسی مفاد کے لیے ایسے اچھال رہی جیسے انڈین آرمی بھارتیہ جنتا پارٹی کی ہی ایک شاخ ہے اور وہ اس کو جیسے چاہے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہندوستان کی جمہوری تاریخ میں اس سے خراب دور انگریزوں کے زمانے میں بھی نہیں تھا، جیسا گذشتہ پانچ برسوں کے درمیان دیکھنے میں آیا ہے، ملک کا ہر شخص اس سے واقف ہے کہ مودی سرکار پانچ سالوں میں ہر لحاظ سے مکمل طور پر ناکام رہی ہے، اقتدار میں آنے سے پہلے اس نے جتنے دعوے کئے تھے، سارے کے سارے جھوٹے ثابت ہوئے ہیں، نہ اچھے دن آئے نہ کسانوں کو ان کا حق ملا، نہ بے روزگاری ختم ہوئی، نہ ہندوستان میں وکاس کا جنم ہوا، نہ کالا دھن واپس آیا اور نہ ہی ہندوستانی بینک اکاؤنٹ میں ۱۵/لاکھ روپے آئے، ہاں البتہ نوٹ بندی کے نام پر عام آدمی کی خون پسینے کی کمائی کو چھین ضرور لیا گیا ہے، جس پیسے کو عوام بچانے کے لیے قطار میں لگے تھے، وہ دراصل غریبوں کے پیسے کو لوٹنے کا سیاسی عذاب تھا، جو عوام پر مسلط کیا گیا تھا اور جس کے چکر میں تقریبا ۱۵۰/لوگوں کو اپنی جان گنوانا پڑی تھی، نوٹ بندی سے ملک کی اقتصادی حالت خستہ چل ہی رہی تھی کہ اس پر ستم بالائے ستم کے طور پر جی ایس ٹی کا نفاذ کردیا گیا، جس نے عام انسان کی مالی حالت کو مزید خراب کردیا۔ دوسری طرف نیرو مودی اور وجئے مالیا جیسے ملک کی دولت لوٹنے والے بھگوڑے وزیر اعظم مودی کی ناک کے نیچے سے فرار ہوگئے، دیش بھگت پارٹی کی دیش بھگتی کے ان نمونوں کے سامنے انگریزوں کی لوٹ بھی پھیکی ہونے لگی ہے، ہر محبّ وطن جو بی جے پی کے اس ملک دشمن اور عوام دشمن طرز عمل پر سوال کھڑا کر رہا ہے، اسے انگریزوں کے ہی طریقے کے مطابق ملک کا غدار قرار دے دیا جارہا ہے، گذشتہ پانچ برسوں میں ایک بھی ایسا کارنامہ نہیں ہے جس کو نریندر مودی یا بی جے پی یا اس کو چلانے والی فرقہ پرست زعفرانی جماعت آر ایس ایس پیش کر کے عوام سے ووٹ مانگ سکے، لہذا ہندو مسلم کا پرانا ہتھکنڈا استعمال کرنے میں لگ گئی ہے۔

پورے ملک میں چند برسوں کے دوران مسلم ودلت نوجوانوں پر ظلم وزیادتی نے عالمی سطح پر ہندوستان کی شبیہ خراب کی ہے، مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت اور مسلم خواتین سے جھوٹی ہمدردی کے پس پردہ طلاق کے شرعی قانون کو کالعدم کرنے کی سازش نریندر مودی اور آر ایس ایس کا فرقہ وارانہ کارڈ ہے، جسے دکھا کر وہ ملک کی اکثریت سے ووٹ حاصل کرنا چاہتی ہے، مگر اس ملک کی ہندو اکثریت یہ سمجھ گئی ہے کہ آر ایس ایس کے اشارے پر چلنے والی بی جے پی پارٹی کو نہ تو ہندوؤں سے کوئی مطلب ہے اور نہ ہی دیش کی کوئی فکر ہے، بی جے پی کو صرف اور صرف اقتدار کی بھوک ہے اور کچھ بھی نہیں، دشمن کے دس سر لانے کی بات کہنے والے اور چھپن انچ کا سینہ دکھلانے والے اپنے سیاسی فائدے کے لیے اپنے ہی جانباز نوجوانوں کی جانوں کا نظرانہ دینے سے بھی نہیں گھبرا رہے ہیں، ہندتو کے نعرے سے ملک بھر میں مندر مسجد کے ایشو کو آگ کی طرح پھیلانے والوں نے پورے ملک کو بارود کے ڈھیر پر کھرا کردیا ہے، بی جے پی کے وزیر اور لیڈران مسلمانوں کا قتل کرنے والوں کو گلدستہ پیش کرتے ہیں اور بلوائیوں کے ساتھ تصویر کھنچوا کر انہیں یہ حوصلہ دیتے ہیں کہ جو چاہو کرو، کوئی روکنے والا نہیں، اس لیے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، بھارتیہ جنتا پارٹی کی اس نفرت بھری سیاست کو عوام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور ہندوستان کی خوبصورتی اور اس کی طاقت کو برباد ہوتے دیکھ کر عوام کا غصہ اپنے عروج پر ہے، اس کی کئی مثالیں سامنے آئی ہیں کہ بی جے پی کی انتخابی ریلی میں عوام نے چوکیدار چور ہے کا نعرہ لگایا، جسے بی جے پی کی گودی میڈیا نے نہیں دکھایا۔ بہر حال بھارتیہ جنتا پارٹی اچھی طرح سمجھ گئی ہے کہ اس بار اقتدار سے ہاتھ دھونے کے علاوہ کوئی اور راستہ اس کے پاس نہیں ہے، اس لیے ہر اوچھی حرکت کے ارتکاب میں جڑ گئی ہے، چار ریاستوں میں اکھڑنے کے بعد اس پر پہلے سے ہی لرزاں طاری ہے، اس پر حزب مخالف کی حصار بندی سے نریندر مودی اب نموٹی وی اور فلم کا سہارا لے رہے ہیں جو سراسر ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی ہے؛ مگر اس حکومت نے دستوری اداروں سے اس کی جان کو ہی سلب کرلیا ہے اور وہاں ایسے لوگوں کو بٹھادیا ہے، جنہیں جمہوریت، دستور اور وطن سے زیادہ اپنا سیاسی نظریہ عزیز ہے، آج تک چینل پر انٹرویو میں مودی جی کو نوراتر کے روزوں کے بارے میں سوال کیا جارہا ہے اور ان سے پوچھا جارہا ہے کہ آپ نے زندگی میں کبھی نوراتر کا برت نہیں چھوڑا ہے، تو اس بار کے لوک سبھا الیکشن کے دوران کیسے اس کو مینیج کیجئے گا، گویا عوام کو یہ بتایا جارہا ہے کہ مودی جی بڑے مذہبی اور سچے ہندو ہیں، کوئی پوجا ہو یا مذہبی رسم وہ نہیں چھوڑتے ہیں، نریندر مودی سے سوال نہیں پوچھا جاتا ہے، بلکہ طے شدہ پروگرام کے تحت انہیں بولنے کی چھوٹ دی جاتی ہے۔ ایک ٹی وی اینکر تو ایسے ہیں کہ ان کا بس چلے تو نیوز روم میں ہی مودی کو دوبارہ ملک کے وزیر اعظم کا حلف دلوادیں، ہندوستانی فوج جو ہماری شان ہے، اس کا سیاسی استعمال بی جے پی اور اس کے مکھیا نے جس طرح کیا ہے اس سے ملک کے بڑے فوجی اندر ہی اندر ناراض ہے اور ان کے فوجی وقار کو ٹھیس پہنچی ہے، لیکن جب اقتدار کو لاشوں کے بیچ ڈھونڈھنے کی کوشش کی جائے گی تو صورت حال کو خراب ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا ہے، ملک کے عوام نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اس بار مودی کی ہار ضروری ہے، اس لیے کہ یہ ملک کے دستور اور جمہوری کردار کے تحفظ کا معاملہ ہے۔

دوسری اور آخری قسط

گھر واپسی ضروری ہے ورنہ...........

مولانا محمد احمد سجادی کارکن امارت شرعیہ

آج دنیا کے تمام مذاہب باطلہ اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں کچھ تو اسلام کی حقانیت کو جاننے کے باوجود اسے مٹانے کے درپئے ہیں جیسے یہود ونصاریٰ اور کچھ اسلام کو جانے بغیر اس سے عداوت رکھتے ہیں جیسے ہمارے برادران وطن اور یہاں بسنے والے دیگر مذاہب۔انکے ذہنوں میں غیروں نے بھر دیا کہ اسلام وہ مذہب ہے جو دنیا کے تمام مذاہب کا خاتمہ کرنے آیا ہے،لہٰذا اپنے مذہب کی حفاظت کی خاطر اسلام کو نیست و نابود کردو۔ کیونکہ یہ شدت پسندی اور دہشت گردی کو فروغ دینے والا مذہب ہے۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے برادران وطن کو اسلام کا صرف وہی پہلو نظر آیا جس میں غیروں سے جنگیں ہوئیں، یہی وجہ ہے کہ انہیں غداری کرنے والے بنوقریظہ (یہودی قبیلہ جو مدینہ میں آباد تھا) کا قتل عام تو نظر آیا مگر ان کا غدر نظر نہیں آیا اور معاہدہ کرنے والے اہل مکہ پر لشکر کشی تو نظر آئی مگر انکی عہد شکنی نظر نہیں آئی۔

لیکن اگر ہمارے برادران وطن کو یہ معلوم ہوجائے کہ یہ سارے واردات کیوں پیش آئے،اس میں غلطی کس کی تھی تو یقیناً جو نفرت اور دوریاں ہمارے اور انکے درمیان پیدا ہوچکی ہیں ان کا خاتمہ ہوجائیگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ آج بزور شمشیر اسلام کے پھیلنے کے قائل ہیں وہ اس حسنِ تدبیر کی وجہ سے مذہب اسلام کے محافظ بن جائیں گے۔اگر ہم تاریخ وسیر کا مطالعہ کریں تو ہمیں بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ جب اسلام کی آواز مکہ میں بلند ہوئی تو ۹۹؍فیصدی لوگ بغیر سوچے سمجھے اسلام کے مخالف بن گئے اور مکہ میں رہتے ہوئے اسلام کی دعوت اور اس کا تعارف دشوار ہوگیا،نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ کو مکہ چھوڑنا پڑا،مگر پھر بھی صلح حدیبیہ سے پہلے تک کفار مکہ اور دیگر غیر مسلمین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اسلام کی تبلیغ سے روکتے رہے، نتیجۃً اسلام دشمنی دیگر قبائل میں بھی پھیلتی گئی کیونکہ انہوں نے اسلام کو سمجھا نہیں تھا،مگر جب صلح حدیبیہ ہوگئی ،مسلمانوں کو یکسوئی مل گئی تب اللہ نے مسلمانوں کو کھل کر اسلام کی تبلیغ کرنے کا اور غیروں کے سامنے اسلام کا تعارف پیش کرنے کا حسین موقع عنایت فرمایا، چنانچہ جب لوگوں کے سامنے اسلام کا مثبت چہرہ آیا، اسلام کی حقانیت دلوں میں بیٹھ گئی تب لوگوں کو سمجھ میں آیا کہ اسلام میں منفی نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں، اسلام کے سارے اعمال مثبت ہیں ، پھر لوگوں کی اسلام کے تئیں غلط فہمیاں دور ہونے لگیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اس زمانے میں مسلمانوں کے مقابلہ میں اکثر مشرکین مکہ اور کچھ یہود ونصاریٰ تھے اور ٹھیک اسی طرح ہمارے ملک ہندوستان میں مسلمان مقابلہ اکثر مشرکین اور کچھ دیگر مذاہب باطلہ سے ہے، اگر ہندوستانی مسلمانوں نے بھی موقع غنیمت جان کر اسلام کے تئیں اپنے برادران وطن کی غلط فہمیوں کو دور کر دیا، تو یہی لوگ جو مسلمانوں کو ہر آن زخم لگانے کے فراق میں رہتے ہیں، انکے زخموں پر مرہم رکھنے والے بن جائیں گے اور جو لوگ زبردستی مسلمانوں کو جھوٹی اور مصنوعی گھر واپسی کرانے میں لگے ہوئے ہیں، خود انکی حقیقی گھر واپسی ہونے لگے گی۔

غلط فہمی دور کرنے کیلئے سب سے پہلے ان باتوں کا علم ہونا ضروری جن سے ہمارے برادران وطن کو پریشانی ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں۔

انہیں اس بات سے سب سے زیادہ پریشانی ہوتی ہے کہ مسلمان شدت پسند ہوتے ہیں اور وہ خود کو سب سے اعلیٰ اور غیر اسلام کے ماننے والے لوگوں کو کمتر سمجھتے ہیں، دہشت گردی کو فروغ دیتے ہیں اور جہاد کے نام پر بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں، اسلام کے علاوہ کسی بھی دھرم کی باتوں یا اجتماعی باتوں کو اہمیت نہیں دیتے ، وہ اپنے اللہ کو سب سے اوپر دیکھنا پسند کرتے ہیں ، انکے اللہ کے نزدیک ہمارے برہما ، وشنو اور مہیش کی کوئی حیثیت نہیں ہے ہمارے پوجا ارچنا سے انہیں دقت ہوتی ہے جبکہ انکی نماز اور روزے حج وغیرہ سے ہمیں دقت نہیں ہوتی نیز مسلمان ملک کے وفادار نہیں ہوتے ہیں ،عموماً اسی طرح کی غلط فہمیوں اور بیجا الزامات سے ہمارے برادران وطن کا ذہن بھرا پڑا ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کے شدت پسند ہونے کی بات ہے تو وہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں تشدد اختیار نہیں کرتے اور نہ ہی اسلام انہیں ایسا کرنے کو کہتا ہے ہاں البتہ عقائد اور عبادات میں مسلمانوں کے اندر شدت ہے اور اسلام اسکی تعلیم بھی دیتا ہے اور ایسی شدت تو ہر ایک کی مذہبی کتابوں میں ملتی ہے، لیکن عمل صرف مسلمان کرتے ہیں مثلاً رب کو ایک ماننے ، اسکے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانے اور قیامت پر یقین رکھنے کی بات جس طرح اسلام میں ہے اسی طرح ہمارے برادران وطن کی مذہبی کتابوں میں بھی ہے، ایک طرف اگر قرآن ’’قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد‘‘ کی صدا بلند کرتا ہے تو دوسری طرف وید کہتا ہے کہ وہ ’’ایشور‘‘ ایک ہے اور حقیقت میں وہ ایک ہی ہے (اتھروویدکانڈ۱۳، سوکت۴، منتر۱۲)

اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن اور وید دونوں اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دے رہے ہیں اور دونوں کی بنیاد توحید پر قائم ہے تو پھر ۳۳؍کروڑ دیوی دیوتاؤں کا تصوّر وید کے ماننے والوں میں کیسے پیدا ہوگیا، ہم اگر اس کی بنیادی وجہ تلاش کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے برادران وطن کی انکی مذہبی کتابوں سے دوری کی وجہ سے وہ عقیدے میں کمزور ہوگئے ،اب اگر مسلمانوں کا عقیدہ مضبوط ہے تو قصور کیا ہے؟ یہ تو اچھی بات ہے اور ضرورت ہیکہ ہمارے برادران وطن مسلمانوں کو دیکھ کر اپنے عقائد مضبوط کرلیں اور جس طرح قرآن نے نبی کے بارے میں ساڑھے چودہ سو سال پہلے کہا: کہ نبی اللہ کا بھیجا ہوا وہ بندہ ہوتا ہے جو اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتا، وہ وہی بات کہتا ہے جس کا حکم اسے اللہ دیتا ہے: ﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم : ۳،۴)

یہی بات ہزاروں سال پہلے وید نے کہا: ’’خدائی صفت رکھنے والے انسان جس چیز کی تبلیغ کرتے ہیں وہ پیغام میری ہی طرف سے بھیجا جاتا ہے‘‘ (رگوید منڈل ۱، سوکت ۱۰۵، منتر ۲۵) اب اگر مسلمانوں کو اپنے نبی پر ایمان لانا یاد رہا اور ہمارے برادران وطن اس سے بے خبر رہے تو اس میں قصور کس کا ہے؟ اسی طرح جب قرآن نے آخرت کا تصور پیش کرتے ہوئے کہا: کہ ’’ڈرو اس دن سے جس دن تم سب کو اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا‘‘

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (البقرہ: ۲۸۱)

یہ سنکر خدا اور رسول کے منکرین نے اس کا بھی انکار کر دیا اور اس کا انکار آج تک باقی ہے، جبکہ خود وید بھی آخرت کی شہادت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ’’وہ ایشور ایک ہو کر بھی کئی ناموں سے جانا جاتا ہے اور اخیر میں سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے‘‘ (رگوید منڈل ۳، سوکت ۸۲، منتر ۱۰) اب جب قرآن اور وید کی تعلیمات ایک ہیں تو نظریہ الگ کیسے ہوگیا اور یہ الزام کیسے آیا کہ مسلمان اسلام کے سوا کسی بھی دھرم کو اہمیت نہیں دیتے جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے برادران وطن نے اپنی مذہبی کتابوں سے رشتہ توڑ کر خود اپنے مذہب کو غیر اہم بنا دیا ہے اور جب انکی کتاب نے خود اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دیدی تو برہما، وشنو اور مہیش کا خود بخود رد ہوگیا کیونکہ یہ ایک نہیں تین ہیں۔ رہ گئی یہ بات کہ مسلمان جہاد کے نام پر بے گناہوں کا قتل کرتے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ جو اسلام وضو میں پانی کو فضول بہانے کی اجازت نہیں دیتا وہ کسی کا ناحق خون بہانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے جبکہ خود قرآن نے کہا: کہ ’’جس نے ناحق کسی انسان کو قتل کیا گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا (المائدہ: ۳۲)

یہی وجہ ہے کہ مکہ میں مسلمانوں پر ظلم ہوا مگر پھر بھی جب مسلمان مکہ پر قابض ہوئے تو انہوں نے مکہ والوں سے اس ظلم کا بدلہ نہیں لیا اور اس بات کا ثبوت پیش کیا کہ اسلام بدلہ کو نہیں بلکہ معافی کو فروغ دیتا ہے، اب جو لوگ اسلام کا سہارا لیکر بے دریغ خون بہانے میں سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ کفر کا انجام موت ہے تو انہیں یہ جان لینا چاہئے کہ کفر کا انجام موت تو اسلام کی تعلیم نہیں ہے، البتہ زبردستی کسی پر اسلام تھوپنے کی ممانعت ضرور قرآن میں موجود ہے، سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۶ میں اللہ تعالیٰ نے صاف منع فرمایا ہے کہ دین اسلام میں کسی کو زبردستی داخل مت کرو۔اب جب اسلام کی تعلیم کسی کا ناحق خون بہانا نہ ہوا اور کسی کو اسلام میں زبردستی داخل کرنا نہ ہوا پھر بھی اگر کوئی اسلام کا سہارا لیکر اس کام کو کرتا ہے تو حق یہی ہے کہ اسلام میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔ مسلمان عقائد میں تو شدت پسند نظر آسکتے ہیں اور آنا بھی چاہئے مگر معاشرتی نظام میں وہ ملک کے قانون کے پابند ہیں اور یہ تعلیم بھی انہیں اسلام ہی سے ملی ہے کہ جس ملک میں رہو اس کے قانون کی حفاظت کرو اور اس ملک کے وفادار بن کر رہو، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضور ﷺ کو مجبوراً مکہ سے نکلنا پڑا تو اس وقت بھی آپ ﷺ مکہ کی محبت دل میں لئے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ ’’اے مکہ تو مجھے اتنا عزیز ہیکہ اگر میری قوم کے لوگ مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں کبھی نہ نکلتا (ترمذی: ۳۹۲۶) یہ تھی وطن سے محبت کہ وہ وطن جو حضور ﷺ کا نہ رہا پھر بھی اس کی محبت آپ ﷺ کے دل میں ہے اور یہی تعلیم حضور ﷺ نے مسلمانوں کو دی اور ملک سے وفاداری کا اصل مطلب اسکی جئے جئے کار کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مطلب تو یہ ہے کہ آپکی ذات سے آپ کے ملک کو کسی بھی طرح کا نقصان نہ پہنچے، ہندوستان میں بسنے والے جو حقیقی مسلمان ہیں، ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ ملک کیلئے جان دے سکتے ہیں تو دشمنوں کی جان لے بھی سکتے ہیں اور اس کا ثبوت مسلمان ماضی میں پیش کر بھی چکے ہیں۔

یہ وہ ساری باتیں ہیں جو ہمارے برادران وطن کی ان غلط فہمیوں اور بیجا اعتراضات کا ازالہ ہے جس کا تذکرہ ما قبل میں ہو چکا ہے، اب ضرورت ان باتوں کو عام کرنے کی ہے اور اس وقت ہمارے ملک میں مسلمانوں کی تعداد ایک چوتھائی سے بھی کم ہے، مگر عافیت اس بات کی ہے کہ ہمارا قانون ہمیں اپنے مذہب کی حقانیت بیان کرنے کی کھلی اجازت دیتا ہے، اگر اس سنہرے موقع کا فائدہ اٹھا کر مسلمانوں نے اپنے اسلام کا صحیح تعارف غیروں کے سامنے پیش نہ کیا اور اسلام کی غلط ترجمانی کرنے والوں کو پوری بے باکی کے ساتھ جواب نہ دیا تو مبادا کہیں مکہ کا وہ دور نہ آجائے کہ جب صحابہ اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے مگر انہیں کرنے نہیں دیا جاتا تھا، وہاں تو انکے لئے یہ سارے حالات آزمائش کے قبیل سے تھے، لیکن اگر آج ایسا ہوا تو یہ ہمارے لئے سزا ہوگی اور کم از کم مسلمانوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو ہوتے ہی رہنا چاہئے ، ورنہ کہیں حضور ﷺ کی وہ حدیث ہم پر صادق نہ آجائے کہ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا: کہ ’’اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اہتمام سے کرتے رہو ورنہ قریب ہیکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اپنی جانب سے عذاب نازل کر دینگے، پھر اس کے بعد تم دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ‘‘ (ترمذی: ۲۱۶۹) اور جب مسلمان اپنی قوم میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی عادت ڈال لیں گے تو یہ عادت اپنوں سے متعدی ہو کر غیروں تک بھی پہنچ جائیگی اور پھر اسلام کی حقانیت سے روگردانی کرنے والا کوئی نہ بچے گا اور ہمارے نبی کی وہ بات ثابت ہو جائیگی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب اسلام ہر کچے اور پختہ مکان میں داخل ہو جائے گا (مشکوٰۃ: ۴۳) اور نبی کے اس قول کو سچ کر دکھانے کا سبب اگر اللہ تعالیٰ ہندوستانی مسلمانوں کو بنا دے تو اس سے بڑی خوش نصیبی کی بات اور کیا ہوگی۔

زکوٰۃ: اسلام کا اہم رکن

مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

مال و دولت کا حقیقی مالک اللہ جل شانہ ہیں، انسان تو صرف اس مال کا محافظ اور خرانچی ہے، وہ مالک کی اجازت اور حکم سے اس مال میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے؛ اسی لیے اللہ جل شانہ نے غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں میں مال کو خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوْا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ط وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۶۷)

(اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے اور قصد نہ کرو گندی چیز کا، اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو، حالاں کہ تم اس کو کبھی نہ لوگے، مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان لو کہ اللہ بے پرواہے، خوبیوں والا۔)

اسلام کے بنیادی ارکان میں نماز کے بعد مال کی زکوٰۃ دینا ہے، اس سے کئی طرح کے فائدے حاصل ہوتے ہیں، زکوٰۃ نکالنے سے مال گھٹتا نہیں ہے؛ بلکہ اللہ مال میں برکت بھی دیتا ہے اور ثواب بھی عطا کرتا ہے؛ اس لیے شریعت کے مطابق زکوٰۃ و صدقات دینے میں مال کے کم ہونے، یا فقر میں مبتلا ہونے کا خوف و اندیشہ نہیں کرنا چاہیے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی اپنے مال (اور اللہ تعالیٰ صرف پاک مال ہی پسند کرتا ہے) سے کچھ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے اور اگر وہ کھجور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے اور اتنا بڑھ جاتا ہے کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے، یا بکری کے بچہ کی پرورش کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی و ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

''ایک آدمی کھلے میدان میں جارہا تھا کہ اس نے بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سینچ دو، چنانچہ بادل اپنی جگہ سے ہٹا اور سب پانی ایک قطعہ اراضی میں انڈیل آیا، وہاں ایک تالاب یا گہرائی تھی، جہاں سارا پانی بھر گیا، اس نے اس پانی کی طرف چلنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک آدمی کھڑا ہوا، اس پانی سے اپنے کھیت سینچ رہا ہے، اس نے پوچھا کہ اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے، اس نے وہی نام بتایا، جو اس نے بادل سے سنا تھا، اس نے پوچھا کہ اللہ کے بندے! تم نے ہمارا نام کیوں پوچھا؟ اس نے کہا کہ میں نے اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے، اس نام کے ساتھ ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سینچ آؤ، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کھیت میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ جبکہ تم پوچھ ہی رہے تو سنو، میں اس کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کرتا ہوں اور ایک تہائی دوبارہ اسی میں لگا دیتا ہوں''۔ (صحیح مسلم؛ باب الصدقۃ فی المساکین)

اللہ جل شانہ نے زکوٰۃ و صدقات نکالنے میں اپنے فضل و مغفرت کا وعدہ کیا ہے، فضل و مال میں اضافہ کو کہتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اس مال میں اور اس کے ثواب میں اضافہ کی بشارت دی گئی ہے اور جس طرح مال میں اضافہ مطلوب ہے، اسی طرح؛ بلکہ اس سے بڑھ کر انسان کو اپنی مغفرت اور بخشش کی ضرورت ہے؛ اس لیے صدقہ و زکوٰۃ دے کر اپنی مغفرت و بخشش کا سامان کرنا چاہیے اور شیطانی وساوس میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَۃً مِنْہُ وَفَضْلًا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۶۸)

(شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگ دستی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش اور فضل کا اور اللہ بہت کشائش والا ہے، سب کچھ جانتا ہے۔)

صدقہ و زکوٰۃ اللہ کی رضا کے لیے غربا و مساکین کو اس طرح دیا جائے، جس میں انسانی ہمدردی ہو اور دینے کے بعد صدقہ لینے والے پر اپنے احسان اور بڑائی کا خیال دل میں نہ آنے دے، نہ لینے والے کے سامنے کسی طرح کا احسان ظاہر کرے؛ ورنہ اس سے صدقہ و زکوٰۃ کا ثواب دنیا و آخرت دونوں جگہ برباد ہو جائے گا۔

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۶۴)

(اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال، لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔)

بلکہ فقرا اور مساکین کا اپنے مال میں حق سمجھ کر ان کو دینا چاہیے؛ اس لیے مالداروں کے اوپر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ناداروں کو خود تلاش کر کے ان کا حق ان کو دیں۔

زکوۃ لینے والے افراد خاص طور پر آٹھ قسم کے ہیں، جو اپنی ناداری کی وجہ سے مال کے محتاج ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَۃً مِنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ﴾ (سورۃ التوبۃ: ۶۰)

(یہ صدقات تو دراصل! (۱) فقیروں (۳) اور مسکینوں (۳) اور صدقات کے وصولی پر مامور افراد (۴) اور مؤلفہ قلوب کے لیے ہے (۵) اور (غلاموں کو) آزاد کرنے میں مدد کرنے (۶) اور قرض داروں کو (۷) اور راہ خدا میں (۸) اور مسافروں کے لیے ہے، یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا و بینا ہے۔)

لہٰذا زکوٰۃ یا صدقات واجبہ نہ تو کسی مالدار کو دیا جا سکتا ہے اور نہ ایسے مانگنے والے کو جو بظاہر طاقتور اور مضبوط ہے اور وہ نادار نہیں ہے، نہ ہی مسافر ہے، یا مذکورہ آٹھ اقسام میں سے نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''لا تحل الصدقة لغني ولا ذي مرة سوي''. (سنن أبي داؤد، باب من يعطي من الصدقة وحد الغنى، رقم الحديث: ۱۶۳۴) (صدقہ مالدار اور طاقتور کمانے والے کے لیے جائز نہیں ہے۔)

زکوٰۃ بنیادی طور پر صاحب نصاب کے اوپر فرض ہے اور اس کی تقسیم اجتماعی نظام کے تحت ہونی چاہئے؛ اس لیے مسلمانوں کو اپنی زکوٰۃ نکال کر غریبوں تک پہنچانا اور اجتماعی طور پر بیت المال کے ذریعہ زکوٰۃ تقسیم کرنی چاہیے؛ تاکہ ناداروں کی صحیح طور پر کفالت ہو سکے اور شریعت نے جو اجتماعیت کا حکم دیا ہے، اس کی بھی تعمیل ہو جائے؛ کیوں کہ جس طرح نماز باجماعت کی تاکید ہے، اسی طرح زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کا بھی حکم ہے، زکوٰۃ نکالنے والوں کو پابندی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ دینی چاہیے؛ بلکہ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کی بھی فکر کرنی چاہئے اور ایسا ماحول بنانا چاہئے، جس سے نہ صرف مقامی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہو؛ بلکہ مدارس، یتیم خانے، وقتی حادثات میں راحت رسانی کے کام، مریضوں اور مصیبت زدہ لوگوں کی بھی امداد ہو سکے اور کوشش اس بات کی ہو کہ جو لوگ اپنی حاجت کے لیے مانگتے پھرتے ہیں، اگر وہ واقعی ضرورت مند ہیں تو ان کی مقامی سطح پر مدد کرنی چاہئے؛ تاکہ وہ دوسری جگہ اپنی حاجت کے لیے مانگتے پھرتے نظر نہ آئیں۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے بارے میں بہت غفلت برتتے ہیں اور مال سے غیر معمولی محبت اور بخل میں مبتلا ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے اس لیے کہ ایک دن آئے گا کہ ان کے مال اور سونا چاندی جہنم کی آگ میں دہکائے جائیں گے اور اس سے ان لوگوں کی پیشانی، پیٹھ اور پہلو کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہی وہ خزانہ ہے، جسے تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ﴾ (سورۃ التوبۃ: ۳۴-۳۵)

(دردناک سزا کی خوش خبری دو ان لوگوں کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہ ہے وہ خزانہ، جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، سو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔)

مطلب یہ کہ جو لوگ مال و دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور ناداروں پر خرچ نہیں کرتے، یہی مال قیامت کے دن ان کے لیے عذاب بنے گا اور اسی مال کے ذریعہ انہیں داغا جائے گا۔

سونے، چاندی، روپے، پیسے اور مال تجارت کی زکوۃ سال گذرنے پر فرض ہوتی ہے، جس کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے بقدر مالیت موجود ہو اور اس پر سال گذر جائے تو زکوۃ فرض ہوگی، اس کی ادائیگی کے لیے دن و رات کی کوئی قید نہیں ہے، جب چاہے ادا کر دے، یہ چالیسواں حصہ؛ یعنی ڈھائی فیصد نکالنا واجب ہوتا ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی شریعت کے مطابق ہو اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

زکوٰۃ ہی کی طرح کھیت کے غلہ پر عُشر ہے؛ یعنی ایسی کھیت کے غلوں میں جو آسمانی بارش سے سیراب ہوتی ہے، ان میں دسواں حصہ اور جو نجی، یا سرکاری پانی سے سیراب ہوتی ہیں، ان کے غلوں کا بیسواں حصہ غریبوں کے لیے نکالنا فرض ہے، اسی طرح تجارتی مویشیوں میں بھی، چاہے وہ پالے جاتے ہوں، یا خرید و فروخت کیے جاتے ہوں، زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے، کھیتوں کے غلہ میں تو ہر فصل میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی؛ البتہ زکوٰۃ جو تجارت یا سونے چاندی و روپے میں فرض ہوتی ہے، وہ پورے سال کے گذر جانے پر ایک بار واجب ہوتی ہے۔

زکوٰۃ اور عشر ہی کی طرح صدقۃ الفطر نکالنا بھی صاحب نصاب پر واجب ہے، اس کا وجوب رمضان کے ختم ہونے کے بعد عید کی صبح میں ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ صدقہ فطر عید گاہ جانے سے قبل ادا کیا جائے، پھر عید گاہ، یا مسجد جایا جائے؛ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ فرمان جاری کیا جاتا تھا کہ!

''كان يأمر باخراج الزكوٰة قبل الغدو للصلاة يوم الفطر''. (سنن ترمذی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقۃ الفطر نکالنے کا حکم دیتے تھے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا کہ عید گاہ، یا مسجد میں عید الفطر کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرتے، پھر جاتے اور یہ مستحب ہے۔ دنیا میں ہمیشہ انسانوں کی ایک قسم ایسی رہی ہے، جو غربت و فقر کی شکار ہو کر دانے دانے کو محتاج رہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربانی ہدایت سے اس ناہمواری کو دور کیا اور صحابہ کرام کا مزاج ایسا بنایا کہ دنیا اور دولت کی محبت ان کے دل سے نکل گئی اور وہ غریبوں محتاجوں میں بے دریغ مال خرچ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ (آمین)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

سری لنکا دھماکوں کا اہم ملزم مارا گیا: سری لنکائی پولیس

سری لنکا میں ایسٹر کے دن ہوئے بم دھماکوں کے اہم ملزم اور دولت اسلامیہ (آئی ایس) کے جنگجوز ہران ہاشم کی موت ہوگئی۔ سری لنکا کی پولیس نے جمعہ کو یہ اطلاع دی۔ پولیس نے ٹویٹر پر لکھا ہے کہ سری لنکا میں ہوئے دھماکوں میں اہم کردار ادا کرنے والے جماعت الوطنیہ کے لیڈر کی ہوٹل شینگر یلا میں موت ہوگئی ہے۔ (یو این آئی)

عراق میں داعش کے چھ جنگجو ہلاک

عراق کے شمالی صوبہ کرکوک میں ایک مہم کے دوران سکیورٹی فورسز نے جمعرات کو داعش (آئی ایس) کے چھ جنگجوؤں کو مار گرایا۔ عراقی مشترکہ مہم کمان (جے او سی) کے میڈیا دفتر نے ایک بیان جاری کر کہا کہ عراقی فوج اور انسداد دہشت گردی سروس (سی ٹی ایس) کی مشترکہ فورس نے عراق اور بین الاقوامی ہوائی جہاز کے مدد سے عراق کی دارالحکومت بغداد سے تقریباً ۲۵۰؍کلومیٹر شمال میں کرکک شہر کے جنوب میں الشای وادی میں بنیاد پرست داعش کے جنگجوؤں کے خلاف مہم چلائی۔ (یو این آئی)

کم اور پوتن اقتصادی تعاون کو فروغ دینے پر متفق

شمالی کوریا کے لیڈر کم جونگ اور روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے اپنے حالیہ دوطرفہ چوٹی کانفرنس میں اقتصادی اور تجارتی تعاون کو اعلیٰ سطح پر لانے کے لئے کارروائی کرنے پر رضا مندی کا اظہار کیا ہے۔ شمالی کوریا کی سرکاری ڈائیلاگ کمیٹی کے سی این اے نے جمعہ کو یہ اطلاع دی۔ ڈائیلاگ کمیٹی کے مطابق دونوں لیڈروں نے تجارت، معیشت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں تعاون کے لئے دوطرفہ بین سرکاری کمیٹی کے کام کو فروغ دینے پر بھی رضا مندی ظاہر کی۔ (یو این آئی)

مصر میں تین ماہ کے لئے ایمرجنسی کی مدت بڑھائی گئی

مصر کے صدر عبدالفتاح سیسی نے جمعرات کو ملک میں ایمرجنسی کی مدت میں تین ماہ کے لئے بڑھانے کا حکم جاری کیا۔ سرکاری گزٹ میں بتایا گیا کہ ایمرجنسی کی مدت بڑھانے کے سرکاری حکم کو سات دنوں کے اندر پارلیمنٹ کی منظوری ملنی ضروری ہے۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد پولس اور سلامتی فورس کو خطروں اور دہشت گردوں کا سامنا کرنے اور ملک کے سبھی علاقوں کی سلامتی کے لئے ضروری اقدامات کرنے کی اجازت مل جائے گی۔ (یو این آئی)

امریکہ میں خسرہ کے مریضوں میں ریکارڈ اضافہ

امریکہ میں حیران کن انداز میں خسرے کے مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، امریکی حکام کے مطابق خسرے کے نئے مریضوں کی موجودہ تعداد ۲۰۱۴ء میں سامنے آنے والے ۶۶۷ معاملوں سے بڑھ گئی ہے۔ رواں برس کے دوران ۶۹۵؍افراد اس مرض میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ (یو این آئی)

برطانوی شہزادہ ولیم کا نیوزی لینڈ میں دہشت گردی سے متاثرہ مسجد کا دورہ

برطانوی شہزادہ ولیم نے نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ میں دہشت گردی کی شکار مسجد النور کا دورہ کیا، اس دوران سفید شال سر پہ لیے نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم جیسنڈا آرڈرن بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ شہزادہ ولیم نے مشکل کے اس وقت میں نیوزی لینڈ کی حکومت کے کردار کو سراہتے ہوئے کہا نیوزی لینڈ نے راہ دکھائی کہ نفرت کا مقابلہ محبت سے کیا جانا چاہیے، میں دعا گو ہوں کہ دنیا میں محبت کی طاقت نفرتوں پر ہمیشہ غالب رہے۔ (نیوز ایکسپریس)

امریکہ پابندیاں ہٹائے اور معافی مانگے تو مذاکرات پر راضی ہیں: ایران

ایران کے صدر حسن روحانی نے کہا ہے کہ امریکہ ایران سے معافی مانگے اور اقتصادی پابندیاں ہٹائے تو مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذاکرات برابری کی بنیاد پر ہونے چاہئے، ایران اپنی سالمیت پر سودے بازی نہیں کرے گا۔ ایرانی صدر حسن نے مزید کہا کہ جس طرح ہم امن کے خواہاں ہیں اور مذاکرات کے لیے تیار ہیں اسی طرح ہم اپنا دفاع کرنے کی مکمل صلاحیت اور جنگ کی طاقت رکھتے ہیں اور ہم امریکہ کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکیں گے، دوسری جانب ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خامنہ ای نے امریکی پالیسیوں کو دنیا کو یرغمال بنانے کی کوشش قرار دیتے ہوئے کہا کہ پابندیوں پر سخت جواب دیئے بغیر امریکہ ان اقدامات سے باز نہیں آئے گا۔ ایران اپنی ضرورت کے تحت تیل کی فروخت جاری رکھے گا۔ (نیوز ایکسپریس)

سری لنکا میں مذہبی کشیدگی کے باوجود مساجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی

سری لنکا میں مذہبی کشیدگی اور عبادت گاہوں میں دہشت گردانہ حملوں کے خدشات کے باوجود مساجد میں اجتماعی نماز جمعہ ادا کی گئی۔ سری لنکا کے کولمبو ہوٹل کے حملے کی سربراہی کرنے والے زہران ہاشم نام کے ایک شدت پسند کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سری لنکا کے صدر میتھری پالا نے صحافیوں کو بتایا کہ ایسٹر سنڈے کو ہونے والے متعدد بم حملوں میں ہلاک شدگان کی تعداد ۳۵۹؍کے بجائے ۲۵۳؍ہے۔ ان کے مطابق انتہائی خستہ حالت میں چند نعشوں کو غلطی سے ایک سے زائد مرتبہ ہلاک شدگان کی تعداد میں شامل کر دیا گیا تھا۔ اطلاعات کے مطابق سری لنکن حکام کی جانب سے مقامی شدت پسند تنظیم ''نیشنل توحید جماعت'' کو حملوں کے لیے ذمہ دار ٹھہرائے جانے کے بعد سے ہاشم کی تلاش تھی۔ ''اسلامک اسٹیٹ'' یا داعش کی جانب سے حملوں کی ذمہ داری قبول کرنے والی اعترافی ویڈیو میں بھی اس جماعت کے بانی ہاشم کو دیکھا گیا تھا۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

بزنس روزگار وکیریئر

یو پی ایس سی کے لئے مفت کوچنگ

حج کمیٹی آف انڈیا، ممبئی کے زیر اہتمام یو پی ایس سی امتحانات کی مفت تیاری کے لئے طلبہ وطالبات سے آن لائن درخواست طلب کی گئی ہیں، جو طلبہ وطالبات گریجویشن کر چکے ہیں، وہ ۷؍مئی ۲۰۱۹ء تک آن لائن درخواست جمع کر سکتے ہیں، یو پی ایس سی کی اس مفت کوچنگ پروگرام سے استفادہ کرنے کے لئے طلبہ کو تحریری امتحان پاس کرنا ہوگا۔ یہ امتحان ممبئی کے علاوہ پٹنہ، کلکتہ، دہلی، بنگلورو، حیدرآباد اور سری نگر میں لئے جائیں گے، طلبہ اپنی سہولت کے مطابق قریب کا سنٹر منتخب کر سکتے ہیں، عمر کی حد ۲۰؍سال سے ۳۲؍سال مقرر ہے، اسی طرح زکوۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا بھی یو پی ایس کی مفت تیاری دہلی میں کراتی ہے، اس کے لئے درخواست دینے کی آخری تاریخ ۳۰؍جون ۲۰۱۹ء مقرر ہے، خواہش مند طلبہ وطالبات بلا تاخیر آن لائن درخواست پر کر دیں تاکہ یو پی ایس سی کے مفت کوچنگ پروگرام کا فائدہ اٹھا سکیں۔ (عوامی نیوز ۲۳؍اپریل ۲۰۱۹ء)

اساتذہ کی تقرری ہونے تک ٹی ای ٹی رزلٹ ہی برقرار رہیں گے: ہائی کورٹ

پٹنہ ہائی کورٹ نے ٹیچر اہلیتی ٹیسٹ (ٹی ای ٹی) پاس لوگوں کو جاری سرٹیفکیٹ کی منظوری کی مدت بڑھانے کے بارے میں بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ سے جواب طلب کیا ہے، جسٹس موہت کمار شاہ کی سنگل بینچ نے سنتوش ورما کی درخواست پر سماعت کرتے ہوئے بورڈ سے پوچھا کہ جب تک ریاست کے تمام اسکولوں میں اساتذہ کے خالی عہدوں کو نہیں بھرا جاتا ہے، اس وقت تک ٹی ای ٹی پاس کرنے والوں کے سرٹیفکیٹ کی منظوری کیوں نہیں قائم رہے؟ درخواست گزار کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ فروری ۲۰۱۲ء میں ہوئے ٹی آئی ٹی کا رزلٹ ۱۴؍جون ۲۰۱۲ء کو آیا۔ امتحان کے اشتہارات کے مطابق رزلٹ کی منظوری اس کی اشاعت کی تاریخ سے صرف ۷؍سال تک کے لئے ہوگی۔ اصولوں کے مطابق ٹی ای ٹی پاس کرنے والے کی ہی کی تقرری ہونی ہے۔ ریاست کے مڈل اور سکنڈری سے لے کر سینئر سیکنڈری اسکولوں میں اساتذہ کے ۲۰؍ہزار سے زائد عہدے خالی ہیں۔ اتنی تعداد میں عہدے خالی ہونے کے باوجود ۷؍برسوں سے ٹی ای ٹی پاس کرنے والے لوگ تقرری کی امید میں بیٹھے ہیں۔ سب بڑا بحران ٹی ای ٹی پاس لوگوں کے رزلٹ کی منظوری کی مدت کو لیکر ہے۔ ۷؍سال کی منظوری کے اصول کے مطابق یہ اگلے ڈیڑھ ماہ میں ختم ہونے والی ہے۔ ہائی کورٹ نے اسے سنگین سمجھا اور بہار بورڈ سے پوچھا کہ کیوں نہیں ٹی ای ٹی پاس سرٹیفکیٹ کی منظوری کی مدت اس وقت تک کے لیے بڑھا دی جائے جب تک اساتذہ کے تمام خالی عہدے بھر نہیں جاتے۔ (انقلاب ۲۴؍۴؍۲۰۱۹ء)

جامعہ رحمانی مونگیر: داخلہ کی درخواست ۲۰؍رمضان تک مطلوب

جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں جدید طلبہ کے داخلہ کے لئے ۲۰؍رمضان تک درخواستیں مطلوب ہوتی ہیں، جن کی منظوری کا کارڈ رمضان میں طلبہ کو بھیج دیا جاتا ہے، داخلہ کی مکمل کارروائی ۱۲؍شوال کو ہوتی ہے، جامعہ رحمانی میں داخلہ کے لئے درخواست دیتے وقت درخواست دہندہ کے لیے ان باتوں کی وضاحت اپنی درخواست میں ضروری ہے (۱) درخواست دینے والے کا نام مع ولدیت (۲) تاریخ پیدائش، مکمل پتہ (۳) سرپرست کا نام اور پورا پتہ (۴) کس کس مدرسہ میں اب تک تعلیم حاصل کی۔ (۵) کون کون سی کتابیں اس سال پڑھی ہیں۔ (۶) جامعہ میں داخل ہوکر کون کون سی کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں؟ (۷) جس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اسے چھوڑنے کی وجہ کیا ہے؟ (۸) جامعہ میں امدادی داخلہ چاہتے ہیں یا غیر امدادی؟ (۹) رابطہ کا موبائل نمبر؍فون نمبر۔ داخلہ کی درخواست اس پتہ پر بھیجیں ''ناظم تعلیمات'' صاحب، جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر (بہار) یا ای میل آئی ڈی jamiarahmani@gmail.com پر بھیجیں اور سبجیکٹ میں درخواست داخلہ ضرور لکھیں۔ جامعہ رحمانی میں طلبہ کو بہتر اور معیاری تعلیم وتربیت دی جاتی ہے، حوصلہ افزائی کے لیے انعامات کا سلسلہ بھی قائم ہے، سالانہ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو ہر سال انعام سے نوازا جاتا ہے، عربی درجات کے طلبہ کو تمام کتابوں میں ۷۵؍سے زیادہ نمبر لانے پر چار سو روپے ماہانہ کے لحاظ سے، اکثر کتب ممتحنہ میں ۷۵؍سے زیادہ نمبر لانے پر تین سو روپے ماہانہ کے لحاظ سے اور صرف اعلیٰ لانے پر ۲۵۰؍روپے ماہانہ کے لحاظ سے انعام دیا جاتا ہے، درجہ حفظ کے طلبہ کو حفظ قرآن مجید میں ۹۰؍سے زیادہ نمبر لانے پر ۱۰۰؍روپے ماہانہ کے لحاظ سے اگلے امتحان تک دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دن میں پورا قرآن مجید حفظ سنانے پر ۲۰۰؍روپے اور دو دنوں میں سنا دینے پر ۱۵۰؍روپے اور تین دنوں میں سنا دینے پر ۱۰۰؍روپے ماہانہ کے لحاظ سے انعام دیا جاتا ہے، یہ بھی یاد رہے، جامعہ رحمانی میں انہیں طلبہ کو حافظ سمجھا جاتا ہے، اور سالانہ اجلاس میں دستار بندی کی جاتی ہے جو چھ دنوں میں قرآن مجید سنا دیتے ہیں اور سالانہ امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں، اس کے علاوہ طلبہ کی تعلیمی ترقی کے لئے یہاں مختلف قسم کی اسکیمیں نافذ ہیں، متعدد قسم کے مقابلے اور کوئز منعقد کئے جاتے ہیں، کمپیوٹر کے ذریعہ طلبہ کو عربی زبان سکھائی جاتی ہے، اور قرآن مجید کا براہ راست ترجمہ کرنے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ جامعہ رحمانی مونگیر میں درجہ حفظ میں داخلہ کے لیے ضروری ہے کہ امیدوار ۵؍پارے سے زیادہ کے حافظ ہوں اور اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں، عربی کے ابتدائی درجہ میں داخلہ کے لیے اردو اچھی طرح لکھنا پڑھنا جاننا ضروری ہے، اس کے علاوہ ہندی، حساب وغیرہ کی معلومات ضروری ہے، جامعہ رحمانی میں داخلہ کے امیدوار مذکورہ معیار کو پورا کرتے ہوں تبھی درخواست دیں۔

متحد ہوکر اپنے ووٹ کا استعمال کریں: ناظم امارت شرعیہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے پارلیامنٹ میں مسلمانوں کی کم ہوتی نمائندگی پر گہرے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپیل کی ہے کہ مسلمان اپنے ووٹ کی طاقت کو پہچانیں اور متحد ہوکر سیکولر امیدوار کو جتا کر پارلیامنٹ میں پہونچائیں، خاص کر مسلم امیدواروں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں پارلیامنٹ میں پہونچانے کی کوشش کریں، جہاں جہاں مسلمانوں کا ووٹ فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے وہاں مسلم امیدوار کو ووٹ دیں۔

طب و سائنس

گرمی کی شدت؛ بیماریاں اور احتیاط

عارف عزیز

شدید گرمی میں دیگر موسموں کے مقابلے میں بیماریوں کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ ان میں پیٹ کے امراض عام ہیں۔ معدے اور آنتوں کے امراض کے ماہر معالج ڈاکٹر کے مطابق تیز دھوپ کی وجہ سے پیدا ہونے والا ایک عام مسئلہ جسم میں پانی کی کمی ہے۔

اس کے علاوہ گرم ہواؤں اور لو لگنے کے باعث سر درد، بخار، دل کی دھڑکن تیز ہو جانا اور اس کے باعث گھبراہٹ محسوس ہونا، ٹائیفائڈ، قے اور متلی کی کیفیت، گیسٹرو اور اسہال، گلے اور آنکھوں کا انفیکشن جب کہ جلد پر پھوڑے پھنسیاں نکلنا، جن میں جلن جلن اور خارش بھی ہوتی ہے، عام مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ شدید گرمی میں ہیٹ اسٹروک کا سب سے زیادہ خطرہ رہتا ہے، جس میں متاثرہ فرد کو شدید پسینا اور چکر آنے لگتے ہیں۔

بعض صورتوں میں تیز بخار بھی ہو جاتا ہے۔ ہیٹ اسٹروک کا شکار ہونے والے فرد کا بلڈ پریشر انتہائی کم ہو جاتا ہے جب کہ یورین انفیکشن کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے مریض کو جلد از جلد اسپتال منتقل کرنا چاہیے۔ شدید گرمیوں میں انسان سست اور نڈھال رہتا ہے اور بھوک بھی کم لگتی ہے۔ دھوپ اور گرم ہوا بچوں اور عمر رسیدہ افراد کو زیادہ متاثر کرتی ہے اور بعض صورتوں میں انسان کی جان بھی ضایع ہو سکتی ہے۔

احتیاط اور تدابیر

اس موسم میں کھانے پینے سے متعلق زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرغن اور کھٹی غذاؤں کا استعمال کم کر دینا چاہیے، کیوں کہ یہ معدے میں تیزابیت کا باعث بن سکتی ہیں۔ شدید گرمیوں میں زیادہ گوشت کھانے سے بھی پیٹ خراب ہو جاتا ہے۔ ٹھیلوں پر فروخت ہونے والی غیر معیاری غذائیں اور مشروبات ہرگز استعمال نہ کریں۔ حفظانِ صحت کے اصولوں کے برعکس تیار کردہ چاٹ، بیسن کے پکوڑے، سموسے وغیرہ، اسی طرح گنے، تربوز یا لیموں وغیرہ کے جوس کا استعمال اس موسم میں انتہائی مضر ثابت ہو سکتا ہے۔ گھر میں بنی ہوئی غذائیں استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔ پھلوں کا رس نکال کر اسے فوراً استعمال کر لیں۔ فریج میں رکھنے سے ان میں جراثیم پیدا ہو سکتے ہیں۔ آلودہ پانی اور گلے سڑے پھل خاص طور پر بچوں اور عمر رسیدہ افراد کو ڈائریا کے مرض میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ پانی ابال کر پینے سے پیٹ کی متعدد بیماریوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ تازہ سبزیاں اور پھل استعمال کریں۔ گرم مشروبات سے پرہیز کریں، کیوں کہ یہ جسم سے پانی کے زیادہ اخراج کا باعث بنتے ہیں اور ڈی ہائیڈریشن کا خطرہ رہتا ہے۔

شدید گرمی میں دہی کا استعمال بڑھا دینا چاہیے۔ فریج اور فریزر میں زیادہ دیر تک رکھا ہوا سالن بھی پیٹ میں جراثیم پہنچا سکتا ہے۔ اپنی آنکھوں کو تیز دھوپ سے بچائیں اور انہیں وقفے وقفے سے صاف پانی سے دھوئیں۔ تیز دھوپ کی وجہ سے ان میں انفیکشن کا خدشہ رہتا ہے۔ سفید آٹے کے بجائے لال آٹے کی روٹی کا استعمال بھی موسمِ گرما میں نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

اس میں موجود فائیبر جسم میں آہستہ آہستہ جذب ہوتا رہتا ہے اور اسے توانائی بخشتا ہے۔ پھلوں میں تربوز میں 90 فی صد پانی ہوتا ہے اور اس کے استعمال سے جسم کی پانی کی ضرورت کو آسانی سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح خربوزہ بھی انسانی جسم کو ڈی ہائیڈریشن سے بچاتا ہے۔ ترش پھل جیسے مالٹا، انگور اور لیموں وغیرہ ٹھنڈی تاثیر رکھتے ہیں اور ہاضمے کو بہتر بناتے ہیں۔ کھیرا، گاجر اور پودینہ بھی موسم گرما میں انسانی جسم کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ان میں پانی کی ایک خاص مقدار شامل ہوتی ہے جو خون کو پتلا رکھنے کے ساتھ جسمانی درجۂ حرارت میں کمی لاتی ہیں۔

سورج کی تپش اور حبس کی وجہ سے ہمارا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کو گرمی دانوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ نہانے کو معمول بنا لیں، جس سے آپ کو جسمانی راحت کا احساس ہوگا۔ اس طرح گرمی کا اثر بھی کم ہو جائے گا۔ غیر ضروری طور پر گھر سے باہر نہ نکلیں۔ تیز دھوپ میں باہر نکلنے پر سورج کی شعاعیں براہ راست انسانی جسم میں داخل ہو کر قوت مدافعت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

شدید دھوپ اور گرم ہوا میں گھر سے باہر جانا پڑے تو چھتری استعمال کریں۔ گھر سے نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے سادہ پانی، نمکین لسی یا لیموں پانی پی لیں۔ تیز دھوپ سے گھر لوٹنے کے بعد فوراً پانی نہ پییں بل کہ چند منٹ رک جائیں، تاکہ آپ کا جسمانی درجۂ حرارت معمول پر آ جائے۔ آنکھوں کو سورج کی تپش سے محفوظ رکھنے کے لیے سن گلاسز استعمال کریں۔ گرمیوں میں ڈھیلے اور ہلکے رنگوں کے ملبوسات استعمال کریں جس سے پسینا جلدی خشک ہوگا۔

طبی ماہرین کے مطابق شدید گرمی اور تپتی دھوپ بچوں اور عمر رسیدہ افراد کے لیے زیادہ نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ہیٹ اسٹروک اور ڈی ہائیڈریشن کی صورت میں ان کی جان کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں تیز دھوپ میں باہر نہیں جانے دینا چاہیے اور گرمی کے اثرات سے بچانے کے لیے انتظامات کرنے چاہییں۔ ماہرین کے مطابق ہیٹ اسٹروک سے متاثرہ فرد کو فوری طور پر ٹھنڈی جگہ پر منتقل کرنا چاہیے۔ اسے پھلوں کا تازہ جوس پلانے کے ساتھ منہ پر پانی چھڑکنا چاہیے۔ ضروری اور مؤثر تدابیر اختیار کر کے کوئی بھی فرد شدید گرمی میں خود کو مختلف امراض اور جسمانی مسائل سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ کام کاج کے لیے تیز دھوپ میں گھر سے باہر جانے والے افراد جسم میں پانی کی ضروری مقدار برقرار رکھیں۔ سن گلاسز کے استعمال کے ساتھ لُو کے دوران اپنا سَر، گردن اور منہ بھی کسی چادر سے ڈھانپ لیں۔

ہفتۂ رفتہ | راشد العزیری ندوی

ہر ہفتہ بینک بند ہونے کی بات افواہ: آر بی آئی

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے جون ماہ سے ہر ہفتے بینکوں کے بند ہونے کی خبر پر کہا ہے کہ یہ محض افواہ ہے۔ تعطیل کو لے کر کسی طرح کا فیصلہ نہیں لیا گیا ہے، ریزرو بینک نے پریس نوٹ جاری کر کے کہا کہ میڈیا میں اس طرح کی رپورٹ آئی ہے کہ ریزرو بینک کی ہدایات کے بعد کمرشل بینکوں میں ہفتے میں پانچ دن ہی کام ہوگا، واضح کیا جاتا ہے کہ یہ اطلاع حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ ریزرو بینک نے اس طرح کی کوئی ہدایات جاری نہیں کی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے سوشل میڈیا پر ایک خبر تیزی سے وائرل ہو رہی ہے، جس میں دعویٰ کیا جا رہا تھا کہ آر بی آئی کے نئے احکامات کے مطابق اب ہفتے میں پانچ دن ہی بینک کھلے رہیں گے، بینک اب ایک کی جگہ دو دن بند رہیں گے، اس خبر کے وائرل ہونے کے بعد بہت سے لوگ بینک جا کر حکام سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے، بتا دیں کہ اگست 2015 میں ریزرو بینک نے فیصلہ لیا تھا کہ بینک ایک ماہ میں دو ہفتہ کو بند رہیں گے، اس سرکلر کے مطابق ہر ماہ کے دوسرے اور چوتھے ہفتہ کو بینک بند رہیں گے، اگر ایک ماہ میں پانچ ہفتہ ہوں گے تو دوسرے اور چوتھے ہفتہ کو بینک بند رہیں گے اور پہلے، تیسرے اور پانچویں ہفتہ کو بینک کھلے رہیں گے۔ (ہمارا سماج ۲۲؍اپریل ۲۰۱۹ء)

خوف سے پاک ماحول میں ووٹنگ کا پورا نظم ہے: ڈی جی پی

ریاست بہار کے ڈی جی پی گپتیشور پانڈے نے لوگوں سے کہا کہ بے خوف ہو کر ووٹنگ کریں۔ ڈی جی پی نے شر پسند عناصر اور جرائم پیشوں کو کھلا چیلنج دیتے ہوئے کہا کہ قانون کے ہاتھ بڑے لمبے ہوتے ہیں، اس سے کوئی بچ نہیں سکتا، بیٹیوں اور بہنوں پر جو بری نظر رکھے گا، اس کا انجام برا ہوگا۔ ہنگامہ کسی بھی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس کے لئے غنڈہ رجسٹر تیار کرنے کا کام چل رہا ہے، صوبے کے نوجوانوں سے انہوں نے اپیل کی کہ وہ پولیس کے ساتھ تعاون کریں اور شر پسند عناصر سے دور رہیں، اگر ایک بار غنڈہ رجسٹر میں نام درج ہو جائے گا تو کیریئر برباد ہو جائے گا۔ ڈی جی پی نے کہا کہ اب پولس کا کام دو حصوں میں بانٹا جائے گا، لا اینڈ آرڈر کے لئے پولس کی الگ ٹولی ہوگی، مقدمات کی تفتیش کے لئے پولیس کی ٹیم الگ ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ سبھی تھانے کو گاڑیاں اور جدید اسلحہ دے دئے گئے ہیں، اب وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہمارا مشن ہے محفوظ، بے خوف اور جرائم سے پاک سماج کی تشکیل۔ ڈی جی پی نے کہا کہ نکسل متاثرہ علاقوں میں ووٹنگ پر امن ماحول میں ہوئے ہیں یہ بیدار نوجوان ووٹروں کی پہچان ہے، یہ تاریخی کام ہے۔ جمہوریت کی طاقت ہے۔ (ہمارا سماج ۲۳؍اپریل ۲۰۱۹ء)

وفد امارت شرعیہ کا بارسوئی ضلع کٹیہار میں والہانہ استقبال

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کے دعوتی وفد کا دورہ مورخہ ۲۴؍اپریل سے بارسوئی ضلع کٹیہار میں شروع ہو چکا ہے، وفد کی قیادت امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب فرما رہے ہیں، جب کہ جناب مولانا نور الحق رحمانی صاحب استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ، جناب مفتی شمشیر احمد مظاہری صاحب قاضی شریعت کٹیہار، جناب مفتی عبید اللہ قاسمی صاحب استاذ دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، مفتی اسرار احمد قاسمی صاحب، قاضی شریعت کلداس پور کٹیہار اور مولانا اختر حسین شمسی و مولانا سعود اللہ رحمانی و مولانا عباس مظاہری مبلغین امارت شرعیہ بحیثیت ارکان وفد میں شامل ہیں، ان کے علاوہ مقامی علماء کرام کے وفد میں شمولیت کی ترتیب بھی علاقہ کے اعتبار سے ترتیب میں شامل ہیں، امارت شرعیہ کا یہ دعوتی کارواں جب ۲۴؍اپریل کو صبح ۹؍بجے مدرسہ جمال القرآن کلداس پور پہونچا تو آبادی کے مسلمانوں، نوجوانوں اور مدرسہ کے اساتذہ، ذمہ داران اور طلبہ نے وفد کا والہانہ استقبال کیا، پروگرام کے مطابق مدرسہ کے احاطہ میں اجلاس کا انعقاد ہوا، جس میں بڑی تعداد میں علماء، ائمہ، مدارس کے ذمہ داران اور عوام و خواص شریک ہوئے، اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے قائد وفد مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے حاضرین کو امارت شرعیہ کے موجودہ نظام اور پھیلتے ہوئے کاموں نیز اس کے منصوبوں سے واقف کرایا، اور بتایا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنی خصوصی توجہ سے اس علاقہ میں اس وفد کو روانہ کیا ہے، جس کا مقصد دینی و دعوتی پیغام کو عام کرنے کے ساتھ بارسوئی میں زیر تعمیر ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی اہمیت اور اس کے بقیہ کاموں کو جلد پایہ تکمیل تک پہونچانے کی طرف خواص کو متوجہ کرنا ہے، موصوف نے اس موقع پر تحفظ شریعت کے تعلق سے بھی گفتگو کی اور کہا کہ شریعت کے معنی راستہ کے آتے ہیں اور راستہ چلنے سے زندہ رہتا ہے، اس لئے اگر ہم شریعت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں شریعت کو اپنی عملی زندگی میں داخل کرنا ہوگا۔ مولانا نور الحق رحمانی صاحب نے اسلام کے عباداتی نظام کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے وحدت و اجتماعیت کے ساتھ زندگی گذارنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ وحدت و اجتماعیت میں قوت بھی ہے، اور اللہ کی نصرت بھی۔ مفتی شمشیر احمد مظاہری صاحب نے نظام قضاء کی اہمیت اور اس سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت کو بیان کیا، اور کہا کہ اس کثیر مسلم آبادی والے علاقہ میں دار القضاء کا نظام مسلمانوں کے لئے سایہ رحمت ہے، مفتی عبید اللہ قاسمی صاحب نے دینی تعلیم کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے خاص طور پر بچیوں میں دینی تعلیم اور اسلامی تربیت پر توجہ دیا، قاضی اسرار احمد قاسمی صاحب نے افتتاحی کلمات کہے اور وفد کی آمد کو ایک اہم دینی ضرورت قرار دیا۔ اجلاس قائد وفد کی دعا پر اختتام کو پہونچا۔

بقیات

بقیہ ۔ محصلین وسفرا کا خندہ روئی سے استقبال کیجئے ....انہوں نے کہا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا تو میں کیسے قبول کروں، پھران کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اوران کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں صدقہ لے کرآئے، انھوں نے یہی جواب دیا، یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔اس واقعہ میں اہل ثروت اور سفرا دونوں کے لیے یہی نصیحت ہے کہ اہل ثروت سفرا کو پریشان نہ کریں اور محصلین حضرات اپنے وقار واعتبار کو مجروح نہ ہونے دیں، اگر وہ معذرت کردیں تو بے جا اصرار نہ کریں، دروغ گوئی اور کذب بیانی سے ہرگز کام نہ لیں، عزیمت واستقامت کا طریقہ اختیار کریں، یادرکھئے کہ اگر دین کی خدمت کو سنت اور شریعت کے مطابق انجام دیں گےتو اللہ تعالیٰ نصرت وتعاون کے دوسرے اور دروازے کھول دیں گے، مگر خود کو رسوا نہ ہونے دیں۔(ماذلک علی اللہ بعزیز)

بقیہ ۔ انسانی دنیا پر .... انحطاط کے اس دور میں حالت یہ ہوگئی کہ علامہ اقبال کو غم ناک ہوکر اٹھ جانا پڑا۔

اٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے غمناک نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

یہ خانقاہوں کا دور زوال تھا، جس کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہونچ گئی، اور بیش تر خانقاہیں، جاہلوں کی آمد ورفت کی جگہ اوراوہام ورسومات وخرافات کی آماجگاہ بن کر رہ گئیں، ''زنان عاشقان اولیاء'' کی کثرت نے عرس ونیاز کو رونق بخش دیا اوراب معرفت حسین نسائی چہروں سے کشید کی جانے لگی، اور طریقت کے مدارج غیر شرعی اعمال کے ذریعہ طے کرائے جانے لگے۔

لیکن جیسا میں نے پہلے لکھا ہے، صد یقین ختم نہیں ہوسکتے آج بہت ساری خانقاہیں ہیں جو شریعت کی روشنی میں تزکیہ باطن اور اصلاح نفس کا مرکز ہیں اور وہاں جاکر لوگوں کے قلوب مصفی ومجلی ہوتے ہیں۔

ہمارے دوست مفتی نیر اسلام صاحب نے ''انسانی دنیا پر خانقاہوں کے عروج وزوال کا اثر'' کے نام سے دو جلدوں میں ضخیم کتاب لکھی ہے، وہ خود ایک پیر طریقت پابند سنت وشریعت مولانا حسین احمد صاحب کی خانقاہ سے جڑے ہوئے ہیں، اس لیے انہوں نے اس کتاب میں وہاں کی پرنور فضا اور اصلاح کے طریقوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، مقصود بیان اسی کا تھا، لیکن بات میں بات نکلتی چلی گئی اوران کی دراز نفسی اور اطنابی صلاحیتوں نے اس موضوع کو کافی پھیلا دیا، اصلا اس کتاب میں صرف تین چیزیں آنی چاہیے تھیں، اول خانقاہوں کی نشو ونما اوراس کی تاریخ، دوسرے انسانی دنیا پر خانقاہوں کا اثر اور تیسرے اس کے زوال سے ہونے والے نقصانات، اس کے بعد یہ کتاب مکمل ہوجاتی، لیکن مصنف کے اس موضوع کو وسعت دینے کی وجہ سے اب ان تینوں چیزوں کو آپ کو خود منتخب کرنا ہوگا کہ کون واقعہ اور کون سی بات کس باب میں جانی چاہیے، اس کا ایک فائدہ قاری کو یہ ضرور ہوگا کہ وہ موتی چننے کی غرض سے کتاب کا مطالعہ انتہائی حاضر دماغی کے ساتھ کرے گا، مسئلہ یہ بھی ہے کہ کتنے لوگ ضخیم کتاب کے مطالعہ کے لیے وقت نکال پائیں گے۔

مفتی نیر اسلام صاحب نے اس موضوع پر اچھا خاصہ مواد اکھٹا کردیا ہے، اس کتاب کے مطالعہ کے وقت احساس ہوتا ہے کہ لکھتے لکھتے یک بیک ان کا اسلوب بدل گیا ہر مصنف کا اپنا ایک اسلوب ہوتا ہے، اب اس بدلے ہوئے اسلوب کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ یہ کسی دوسری کتاب کا اقتباس تو نہیں ہے جو بلا حوالہ درج ہوگیا ہے، قاری اگر وسیع المطالعہ ہے تو بعید نہیں کہ وہ اس کے ماخذ تک بھی پہونچ جائے۔

اعــــلان مفقــود الخبــری

● معاملہ نمبر ۳۴۲/۵۵/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد سوپول) حضرت خاتون بنت محمد جمن مقام چھٹھی پلار، ڈاکخانہ چھٹھی ہنومان نگر، سوپول۔فریق اول۔ بنام۔محمد جمال ولد محمد دکھا مقام ننپار، ڈاکخانہ بیسا ضلع سوپول۔ اطلاع بنام فریق دوم۔فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد ضلع سوپول میں آپ کے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، فریق اول اوراس کے خلاف گواہوں کے بیانات دارالقضاء سوپول میں قلم بند کئے گئے، آپ حاضر نہیں ہوئے، اور نہ کوئی پیروی کی، آب آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/شوال ۴۰ھ مطابق ۲۲/جون ۲۰۱۹ء روز سنیچر مقرر کی گئی ہے، تاریخ مذکور پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے، اس لئے حاضری کو لازمی جانیں اور جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء کو دیں۔فقط۔قاضی شریعت

۲۹/شعبان المعظم کو چاند دیکھنے کا اھتمام کریں

قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مولانا عبدالجلیل قاسمی نے ۲۹/شعبان کو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے، کیوں کہ اس پر ہماری بہت ساری دینی عبادات کی بنیاد ہے۔ عام طور پر لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے اور جو لوگ دیکھتے ہیں وہ بروقت شہادت نہیں دیتے، جس کی وجہ سے رویت ہلال کے اعلان میں تاخیر ہوتی ہے۔اس طرح کے حالات سے ممکنہ حد تک بچنے اور رویت ہلال کے نظام کو زیادہ سے زیادہ فعال، مربوط ومستحکم اور بہتر بنانے کے لیے صوبہ بہار، جھارکھنڈ، اڈیسہ اور بنگال کے مختلف شہروں، صدر مقامات، قصبوں اور علاقوں میں امارت شرعیہ کی طرف سے ۶۵/مقامات پر دارالقضاء اور امارت شرعیہ کے ذیلی دفاتر اور ۹/ہزار بستیوں میں امارت شرعیہ کی تنظیمیں قائم ہیں اور وہاں نقباء نائبین نقباء اور صدر وسکریٹری متعین ہیں جو چاند دیکھنے والوں کی شہادت قلمبند کریں گے۔خبروں کی فراہمی اور ترسیل کے لیے امارت شرعیہ کے متعدد موبائل نمبرات بھی حاصل کرلیے گئے ہیں ۔اس موقع پر مذکورہ صوبوں کے علاوہ ملک کے دوسرے صوبے مثلاً کلکتہ، لکھنؤ، کانپور، دہلی، بنارس، گلبرگہ شریف، حیدرآباد، ممبئی، دیوبند، بنگلور، میسور گجرات، آسام، بھوپال وغیرہ کے ذمہ داران رویت ہلال کمیٹی سے بھی رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔اور عام مسلمانوں کے نام اپیل شائع کرکے اس بات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ چاند دیکھنے کے بعد مقامی ذمہ دار اور علماء وقضاۃ کرام کے پاس حاضر ہوکر شہادت دیں اور ذمہ دار حضرات حصول شہادت کے بعد اپنے نتیجوں اور فیصلوں کی اطلاعات مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو جلد از جلد دیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ آنے والا ہے اس لیے تمام مسلمانوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مورخہ ۲۹/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۵/مئی ۲۰۱۹ء روز اتوار کو چاند دیکھنے کا خصوصی اہتمام کریں اور جب چاند نظر آجائے تو دوسروں کو بھی دکھلائیں اور بلا تاخیر اس کی شہادت مقامی ذیلی دارالقضاء کے قضاۃ، وہاں کے نقباء اور صدر سکریٹری کے سامنے پیش کریں اور مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے مندرجہ ذیل موبائل کے ذریعہ رابطہ قائم کریں۔

7903621729-9334127964-9576970600-7091218397-9431878184
-9852020820-9471867660-9801877662-9431619558-8540891038-
9472077552-7903442188-9661319653-8298651630

گوشۂ خواتین

خوش رہنا ہے تو انداز فکر بدلئے

منیرہ عادل

کامیاب زندگی کو ہم خوشی سے تعبیر کرتے ہیں۔زندگی میں خوشی کا احساس سکون اور طمانیت عطا کرتا ہے اور یہی کامیاب زندگی کی علامت سمجھی جاتی ہے؛ لیکن فی زمانہ ہر شخص خوشی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔خصوصاً خواتین بیشتر وقت پریشان رہتی ہیں۔مختلف باتوں کی وجہ سے ہمہ وقت تفکرات میں گھری رہتی ہیں حالانکہ خدا نے بے شمار نعمتیں اور رشتے عطا کیے ہوتے ہیں، مثلاً پیار کرنے والا شوہر، ہمدرد بہنیں اور سہیلیاں؛ مگر پریشانیوں میں گھر کر وہ ایسے تمام پیارے رشتے اور بہت کچھ نظرانداز کردیتی ہیں جب کہ زندگی میں یہ سمجھنا از حد ضروری ہے کہ ہمیں اپنی خوشیوں کا محور ایک ہی چیز کو نہیں بنالینا چاہیے، خوشیوں کے رنگ تو ہر سو بکھرے ہوتے ہیں، کبھی بھی اپنی خوشیوں کو کسی بھی ایک معاملے، ایک رشتے، اور فرد واحد تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔

مثال کے طور پر ایک خاتون جس کا شوہر بہت اچھا ہے ان کے تعلقات نہایت اچھے ہیں، گھریلو زندگی بہت خوش گوار ہے، بہت اچھی سہیلیاں ہیں، پیارے پیارے سے بچے ہیں لیکن اگر وہ دفتر میں اپنی کارکردگی سے مطمئن نہیں یا ان کی ترقی نہیں ہورہی تو وہ خوش نہیں ہیں۔ایسا نہیں ہونا چاہیے، اگر مثبت انداز فکر سے سوچا جائے تو زندگی میں بے شمار رشتے اور دیگر معاملات بھی خوشیوں کا باعث ہوتے ہیں، مثال کے طور پر والدین، پیار کرنے والے اہل خانہ، ہنس مکھ سا بھائی اور پیار کرنے والی بھابھی؛ لیکن اگر ساس کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہوں تو وہ خاتون خوش نہیں رہتیں؛ کیوں کہ ہم اپنے پاس موجود بے شمار نعمتوں اور پیارے پیارے رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی اپنی خوشیوں کا محور اس ایک شخص، یا ایک معاملے کو بنالیتے ہیں، حالاں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ہر شخص کی زندگی میں ایسے بہت سے معاملات اور بہت سی باتیں اور بہت سے رشتے ہوتے ہیں جن کے متعلق سوچیں تو افسردگی اور بے چینی کا شکار ہوجائیں۔شاید اپنی زندگی کے متعلق منفی انداز سے سوچنے لگیں لیکن زندگی میں کامیاب اور خوش وہی لوگ رہتے ہیں، جو یہ سیکھ لیتے ہیں کہ اپنی زندگی میں ان چیزوں کو اپنا محور بنائیں، ان کے متعلق سوچیں جو ہمیں بے حد پیاری ہوں، جو رشتے دل کے قریب ہوں۔مثلاً بچے، اپنی پیاری اولاد، وہ بہترین سہیلی جو ہر سکھ دکھ میں ساتھ ہے، چاہے کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں؛ لیکن وہ ہمیشہ ساتھ کھڑی رہتی ہے۔شوہر جو ہر معاملے میں ساتھ دیتے ہیں۔زندگی میں آنے والے سرد وگرم میں ہمہ وقت ساتھ ہیں۔اکثر گھروں میں چھوٹے موٹے جھگڑے تو ہوتے ہی رہتے ہیں، ان کی بنیاد پر کوئی فریق انتہائی بے جا قدم اٹھانے کے متعلق سوچنے لگتا ہے۔مثال کے طور پر اکثر ساسوں کو بہوؤں سے بے انتہا شکایات ہوتی ہیں۔دوسروں سے گفت گو کے دوران بھی ان کا یہ انداز ہوتا ہے کہ میں بہت پریشان ہوں، میری اور میری بہو کی بالکل نہیں بنتی۔کتنی عجیب بات ہے کیوں کہ بہو تو صرف آپ کی زندگی کا ایک حصہ ہے۔آپ کی زندگی صرف اس حصے تک محدود نہیں ہے۔اس خول سے باہر نکل کر دیکھیں کتنا کچھ ہے صرف انداز فکر تبدیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ہم عموماً روزانہ گھر کے آنگن میں، بالکونی میں، یا لان میں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں، کبھی محسوس کیا کہ خوب صورت پرندے اڑ رہے ہوتے ہیں، سامنے پارک میں لوگ ہنس رہے ہوتے ہیں، واک کررہے ہوتے ہیں۔یہ کتنا خوب صورت منظر ہوتا ہے۔باہر قدرت کے حسین نظارے ہمارے لیے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہی نہیں، ہم محسوس ہی نہیں کرتے کیوں کہ ہم اپنی سوچ کا محور صرف منفی چیزوں یا منفی باتوں کو بنالیتے ہیں اور اسی میں مصروف رہتے ہیں۔اگر ہم اپنی سوچ کا انداز تبدیل کرلیں تو زندگی خود بخود خوب صورت ہوتی چلی جائے گی۔اپنی زندگی میں مثبت سوچ کے ساتھ ایک نیا قدم اٹھائیں۔مثبت سوچ کے ساتھ جینے کا عزم کریں۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہونا یا ناخوش ہونا چھوڑ دیں۔اگر شادی نہیں ہوئی، ہم سفر نہیں ملا تو منفی سوچ سے دور رہیں؛ بلکہ اپنے آپ کو دوسرے کاموں میں مصروف رکھیں۔اگر ذاتی گھر نہیں ہے تو کرائے کے مکان میں کیا کیا فائدے ہیں۔اگر شوہر سے ناخوش ہیں تو اس کو سمجھنے کی کوشش کریں، خوش رہیں اور دیگر بہت سارے پیارے رشتے جو ارد گرد موجود ہیں ان کے متعلق سوچیں۔صرف آنکھیں کھولنے، سوچ کے در وا کرنے، پریشان کن صورت حال سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔جب ہم کسی مسئلے سے اپنی توجہ ہٹالیتے ہیں وہ مسئلہ خود بخود صحیح ہوجاتا ہے۔رشتے خود بخود اپنی جگہ بنانے لگتے ہیں۔معاملات ٹھیک ہونے لگتے ہیں۔بہت زیادہ سوچنا اور متفکر ہونا چھوڑ دیں تو معاملات از خود بہتر ہونے لگیں گے۔اس طرح اپنی زندگی کو ہر قدم پر تبدیل کریں۔مثبت طرز فکر کے ساتھ چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے دامن کو بھرنے کی کوشش کریں۔زندگی میں خوشیوں کے رنگ بکھر جائیں گے۔

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

- **جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب، قاضی شریعت کشن گنج** شہر کشن گنج و مضافات

- **جناب مولانا مفتی زاہد حسین قاسمی صاحب**
مدھے پورہ، سنگھیشو راستھان، اوداکشن گنج، مڑلی گنج، عالم نگر، چوسا، بھرکھی، بہاری گنج، و مضافات

- **جناب مولانا محی الدین رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
دلسنگھ سرائے، چک بہاء الدین، محی الدین نگر، ودیاپتی، تاجپور، شاہ پور بگھونی، سرائے رنجن، کلیان پور، وارث نگر، حسن پور، شہر سمستی پور و مضافات وغیرہ

- **جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری معاون قاضی امارت شرعیہ:**
چمپانگر، ناتھ نگر، سنہولہ، ھنوارہ، کہل گاؤں، نوگچھیا، (بھاگل پور)، بانکا کمہرار، داؤد بیگھہ (پٹنہ)

- **جناب مولانا شعیب عالم قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
سوپول بیرول ضلع دربھنگہ، مونگیر، تاراپور، حویلی کھڑکپور، غازی پور، بھاگلپور، وغیرہ۔

- **جناب مولانا مزمل حسین قاسمی:**
گوگری، جمال پور، کڑوا موڑ، مہتاب نگر، پپرالطیف، جلکوڑہ، الولی، سہسی، جوگیا، بیلدور، شہر کھگڑیا و مضافات وغیرہ۔

- **جناب مولانا افتخار احمد قاسمی صاحب، قاضی شریعت آڑھا** آڑھا، جمہریا، و مضافات، ضلع جموئی

- **جناب مولانا محمد ارشد رحمانی صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
شہر آرہ، رانی ساگر، کوئیلور ضلع بھوجپور، معین پورہ، دیگھا، شاشتری نگر و مضافات۔

- **جناب مولانا شمیم اختر مظاہری صاحب معلم دھنباد**
گیا، شیر گھاٹی، ٹکاری، ڈہری اون سون، کواتھ، رسول پور، بھٹواں، وغیرہ

- **مولانا محمد رفعت عثمانی صاحب، امارت شرعیہ**
نوادہ، رفیع گنج، ہنٹر گنج، جوڑی، سرواں بازار، داؤد نگر، اورنگ آباد، سہسرام، ناصری گنج، بھبھوا، موہنیا چناری وغیرہ۔

- **جناب مولانا عبد الباری قاسمی صاحب معاون قاضی دار القضاء سیوان:** شہر سیوان، ہری ہانس و مضافات۔

- **جناب مولانا محمد ظہیر الحسن شمسی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** حاجی پور، چھپرہ، تھاوے، فتحہ، گوپال گنج، بلتھرا روڈ، بیلا، مٹھیا، خدائی باغ، اولہن پور قصبہ لار، محمد پور پچروکھی، بتھوا بازار، قاضی پور وغیرہ۔

- **جناب مولانا سراج الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
بیرگنج، بیرگنیا، چھورادانو، گھوڑاصحن، چیڑیا، مادھوپور، رکسول، مشرقی چمپارن وغیرہ

- **جناب مولانا قاضی اطہر صاحب قاضی شریعت ڈھاکہ: موتیہاری و مضافات وغیرہ۔**

- **جناب قاری مجیب الرحمٰن استاذ تحفیظ القرآن امارت شرعیہ:**
جہان آباد، سیتامڑھی، شیوہر اور مضافات، کھیتان مارکیٹ، باؤلی محلّہ۔

- **جناب مولانا محمد ابوالکلام شمسی انچارج دفتر نظامت امارت شرعیہ:**
عدالت گنج، فریزر روڈ، پٹنہ جنکشن، چریاٹانڑ، اگزبیشن روڈ، جمال روڈ، بینک روڈ، جے سی روڈ وغیرہ

- **جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ:**
پاٹلی پترا کالونی، بورنگ روڈ، کرشنا پوری، بیلی روڈ، راجیو نگر و مضافات

- **جناب مولانا مطیع الرحمٰن شمسی کارکن دار القضاء امارت شرعیہ:** کربگھیا، کنکر باغ، راجندر نگر، شریف کالونی، پتھر کی مسجد، عظیم آباد کالونی، گولک پور، شاہ گنج، سلطان گنج، ترپولیا، عالم گنج، نیو عظیم آباد کالونی وغیرہ

- **جناب مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ:**
سبزی باغ، رمنہ روڈ، پٹنہ مارکیٹ، ہتھوا مارکیٹ، کھیتان مارکیٹ، مراد پور، فقیر وارہ، لنگر ٹولی، خزانچی روڈ وغیرہ

- **جناب مولوی محمد مظہر حسین کارکن امارت شرعیہ:** ہارون نگر کالونی ۱، ۲، ۳، خلیل پورہ، قاضی نگر کالونی وغیرہ

- **جناب مولانا امتیاز احمد قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ:**
پچھمّ دروازہ، مال سلامی، ملت کالونی پھلواری شریف، سرانڈی، قاضی نگر، آر کے نگر۔

- **جناب مولانا محمد مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ:** چتکوہرہ، آفیسرز فلیٹ، ایم ایل اے فلیٹ، گردنی باغ، میٹھا پور، علی نگر کالونی، نیو ملت کالونی، آر کے نگر، سجاد نگر، پولیس کالونی، انیس آباد، ہائی کورڈ مسجد

- **جناب سید محمد خبیب قادری کارکن بیت المال امارت شرعیہ:** خانقاہ محلّہ، عیسیٰ پور، نئی آبادی وغیرہ

- **جناب مولانا نسیم احمد قاسمی معلم قاضی میموریل اسکول:**
نہسہ، شیدا نگر کھگول، الباکالونی، فیڈرل کالونی، ملت کالونی سکٹرا، ایف سی آئی روڈ، شہباز پورہ، مہتوانہ وغیرہ

- **جناب مولانا بدر انیس قاسمی کارکن دار القضاء امارت شرعیہ:**
پالی، بکرم، نوبت پور، دلہن بازار، سنگھڑہ، پپلاواں، آدم پور، داناپور شہر، کرجی، دجرا، بانس گھاٹ۔

- **جناب مفتی احتکام الحق قاسمی صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ**
سمن پورہ، اندرا پوری، مجسٹریٹ، ایل جی کالونی، تاج نگر، پھلواری شریف نئی آبادی وغیرہ۔

- **جناب مولانا محمد فخر الدین قاسمی صاحب قاضی شریعت دار القضاء پرولیا:** ضلع پرولیا مغربی بنگال وغیرہ اور ملحقہ مواضعات

- **جناب مولانا مطیع الرحمٰن مبلغ امارت شرعیہ**
بختیار پور، باڑھ، مکامہ، لکھی سرائے، سکندرہ، چیورا، شیخ پورہ وغیرہ

- **جناب مولانا وصی احمد قاسمی قاضی شریعت ٹیڑھا گاچھ، کشن گنج: حلقہ ٹیڑھا گاچھ و ملحقہ مواضعات**

- **جناب مولانا عبد الواحد قاسمی قاضی شریعت دین بندھی:**
بلوا بازار، بیر پور بازار، دین بندھی، سمراہی، راگھوپور و ملحقہ مواضعات

- **جناب مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہہ:** **شہر گریڈیہہ، بھنڈاری ڈیہہ و ملحقہ مواضعات**

- **جناب مولانا اصغر صاحب قاضی شریعت جہان آباد:** **کاکو، بے بی پور، سلیم پور، لانجو و ملحقہ مواضعات**

- **مولوی ابوذر مفتاحی مبلغ امارت شرعیہ**
نرپت گنج، گھڑیا، گوکھلا پور، فتح پور، رواہی، مجھوا، ہرپیور، رانی گنج، ڈومریا ضلع ارریہ

صوبہ آسام

- **جناب مولانا عبد الباری راہی مبلغ امارت شرعیہ:** تین سکیا، ڈبروگڑھ، جوڑہاٹ، سیلا پتھار، نورتھ لکھیم پور، گوہاٹی، شیلانگ، گوالپارہ، کوچ بہار، سیب ساگر النگ، اینٹہ نگر ارونا چل پردیس اور مضافات

صوبہ مغربی بنگال

- **جناب مولانا رئیس احمد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
شہر کولکاتا و مضافات

- **جناب قاری محمد داؤد عرفانی صاحب صدر مدرس مدرسہ معراج العلوم امارت شرعیہ آسنسول:**
آسنسول، منشی بازار، مرغا ساسل، اوشا گرام، ہاٹن روڈ، بسٹن بازار، رانی گنج و مضافات سوانگ، کٹھرہ، کرپتیا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندر پور وغیرہ

صوبہ اڑیسہ

- **جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب قاسمی معلم مکتب امارت شرعیہ**
- **جناب مولانا کرامت حسین صاحب معلم راورکیلا:**
شہر راورکیلا، اسپات مارکیٹ، لوہنی پاڑہ، بنیئی گڑھ، پان پوس، بنڈا منڈا، منوہر پور، کوئل بینک، بیل پہاڑ، برج راج نگر، رائے گڈھ، بلاسپور، سمبلپور، گوئل کیڑا، سکٹر ۱۵ ار اورکیلا، بخنی، راج نگر، ٹیلا گڑھ، سندر گڑھ وغیرہ

- **جناب مولانا محمد مرغوب احسن ندوی صاحب:** شکری، جے نگر، جھنجھار پور، نرملی، شہر مدھوبنی

- **جناب مولانا ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ:**
جالے، بھرواڑہ، شکر پور، سنگھوارہ، شہر دربھنگہ

- **جناب مولانا نور عالم رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** ضلع مظفر پور و بیگوسرائے۔

- **جناب مولانا عبد الباری قاسمی صاحب معاون قاضی دار القضاء سیوان:** شہر سیوان، ہری ہانس و مضافات۔

- **جناب مولانا محمد اشتیاق قاسمی معاون دار القضاء ڈھاکہ:** شہر ڈھاکہ، موتی پور، مہسی، چکیا، موتیہاری

- **جناب مولانا علاء الدین صاحب عامل امارت شرعیہ:**
سوگولی، مجھولیا، بتیا، چنپٹیا، ٹیناٹانڑ، مرجد وابازار، بیسکھوا، بسوریا، بگہا، سکٹا، رام نگر، نرکٹیا گنج، ساٹھی، بالمیکی، بسوریا، دیوراج۔

- **جناب مولانا احمد صاحب شعبہ دعوت**
نیا ٹولہ نئی آبادی، غیاث نگر، گون پورہ، ایمس، عیسیٰ نگر، بھسولہ داناپور، جانی پور، پن پن وغیرہ

- **جناب مولانا منہاج عالم ندوی صاحب شعبہ دعوت**
چھوٹی کھگول، بڑی کھگول، نئی آبادی، نیورہ، شرف الدین پور، منیر، بہٹہ، مسوڑھی، ندول

- **جناب مولانا شاہ نواز عالم مظاہری شعبہ تنظیم امارت شرعیہ**
خواجہ پور ضلع پٹنہ، ستارہ، کراڈ، کولہاپور، رتنا گیری مہاراشٹر۔

- **جناب مولانا زین الحق مفتاحی صاحب مبلغ امارت شرعیہ**
سبل پور، جمال الدین چک، فتوحہ وغیرہ۔

☆ **مولانا ضیاء الاسلام قاسمی شعبۂ دعوت امارت شرعیہ:** **مرشد آباد، مرارے بنگال و ملحقہ مواضعات، مہیش پور جھارکھنڈ**

- **جناب مولانا حسین احمد صاحب دار القضاء امارت شرعیہ شکر پور بھرواڑہ**
پنڈوا، ٹیٹا گڑھ، نارکل ڈانگہ، کلنسگا، جگدل، ہوڑہ، تالتلہ، نورتھ رنج، تلجلا مضافات و شہر کولکاتا

- **جناب مولانا رضی احمد ندوی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ مونگیر:**
ضلع نالندہ، نورسرائے، بہار شریف، شیخانہ کلاں، عماد پور، کاغذی محلّہ، خانقاہ، سوہ سرائے سلیم پور، خاص گنج، چھجو محلّہ، سبیت، سیلاؤ، کھیرا چمن، امیر گنج، مولانا ڈیہہ، بین موہنی، رمضان پور، اوگانواں، چرنواواں، کونند وغیرہ

- **جناب مولانا محمد نعمان اختر قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ جھاجھا:**
جھاجھا، جموئی و ملحقہ مواضعات ضلع جموئی

- **جناب مولانا عبد اللہ جاوید صاحب:**
پکڑی برانواں، کواکول ضلع نوادہ

- **جناب مولانا نجم الہدیٰ صاحب دار القضاء امارت شرعیہ مدھوبنی: شہر مدھوبنی و ملحقہ مواضعات**

Volume:57/67,Issue:17 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ہاں دیکھ ذرا کیا ترے قدموں کے تلے ہے
ٹھوکر بھی وہ کھائے ہے جو اترا کے چلے ہے
(کلیم عاجزؔ)

آسام کی صعوبت، کشمیر کی اذیت

ڈاکٹر سلیم خان

پلوامہ حملے کے بعد بی جے پی کے سربراہ امیت شاہ نے دعویٰ کیا ہے کہ مودی کی حکومت آسام کو ایک اور کشمیر نہیں بننے دے گی، اس لئے سٹیزنز بل لایا گیا ہے۔اس تقریر کو سننے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا آسام اور کشمیر یکساں مسائل سے نبرد آزما ہیں، حالانکہ دونوں مقامات پر متضاد صورتحال ہے۔کشمیر کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں خودمختاری کی تحریک چل رہی۔کڑی فوجی کارروائی کی مدد سے اس پر قابو پانے کے لیے وہاں سے کشمیری پنڈتوں کو عارضی طور پر نکالا گیا؛ مگر انہیں پھر سے بسایا نہ جاسکا حالانکہ حریت بھی ان کو واپس آنے کی دعوت دے چکی ہے، حالات اس قدر کشیدہ ہوچکے ہیں کہ وہ لوٹنا نہیں چاہتے۔اس کے برعکس آسام کے مقامی لوگوں کو باہر سے آکر بسنے والوں سے شکایت ہے۔ایک زمانے میں آسام کے سرکاری اداروں میں زیادہ تر مغربی بنگال کے افسران تھے، اس لیے ان بنیادی طور پر بنگالیوں کے خلاف مقامی عوام کا غم وغصہ بھڑکا۔ابتدا میں یہ علاقائیت کی جنگ فرقہ پرستی سے پاک تھی؛ لیکن پھر اسے بنگلا دیش سے آنے والے دراندازوں کا معاملہ بنادیا گیا اور نیلی کے خونیں فسادات ہوئے۔

وزیراعظم راجیو گاندھی کی موجودگی میں ۱۵/اگست ۱۹۸۵ء کو آسام معاہدہ طے ہوا، اس معاہدے کی رُو سے غیر ملکیوں کی شناخت کے لیے یکم جنوری ۱۹۶۶ء کی تاریخ طے کی گئی؛ یعنی جو اس تاریخ سے پہلے آسام میں آکر بس گیا، وہ ہندوستانی شہری ہے۔۱۹۶۶ سے ۱۹۷۱ء کے درمیان آنے والوں کی شناخت کے بعد ۱۰/سال تک رائے دہندگی کے حق سے محروم کرنے کا فیصلہ کیا گیا؛ لیکن وہ پھر انہیں اپنا نام درج کرانے کا موقع دیا گیا۔۱۹۷۱ء کے بعد آنے والوں کو ان کے ملک بھیج دینے کی شق اس میں شامل کی گئی۔اس معاہدے کے بعد وہ ۶ سالہ کشمکش ختم ہوگئی۔آسو نے اے جی پی بناکر انتخاب جیتا اور اقتدار سنبھال لیا۔اس معاہدے پر عمل کرتے ہوئے ۳۱/مارچ ۲۰۱۶ء تک ۷۵۴۸۹ لوگوں کو غیر ملکی قرار دیا گیا۔اس میں سے ۳۳۱۸۶ تو ۱۹۷۱ء سے پہلے آنے والوں میں سے تھے اور ۴۲۳۰۳ بعد میں آنے والے۔یہ انکشاف بھی ہوا کہ ۱۹۸۶ تا ۲۰۱۴ء کے دوران صرف ۱۴۳۲ درانداز آسام میں آئے، ایک معمر بی جے پی رہنما نے اعتراف کیا کہ گزشتہ ۱۰/سالوں میں کوئی نہیں آیا۔

آسام میں مہاجرین کے حوالے سے عدالت عظمیٰ میں فی الحال سابق آئی اے ایس افسر اور معروف سماجی کارکن ہرش مندر کی داخل کردہ ایک مفاد عامہ کے مقدمہ کی سماعت جاری ہے۔اس دوران اپنی شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے منصف اعظم رنجن گوگوئی نے حکومت آسام کی پیروی کرنے والے وکیل تشار مہتا سے سوال کیا ''آسام میں این آرسی سے ۴۰/لاکھ لوگوں کا نام نکال دیا گیا ہے؛ یعنی بظاہر وہ غیر قانونی تارکین وطن ہیں لیکن غیر ملکی ٹریبونل نے صرف ۵۲/ہزار لوگوں کو غیر ملکی قرار دیا گیا ہے۔اور ان ۵۲/ہزار میں سے صرف ۱۶۶ کو ملک بدر کیا گیا، اتنے برسوں سے آخر آپ لوگ کیا کررہے ہیں؟ اس افراتفری کے عالم میں آپ کی حکمرانی پر کون اعتماد کرے گا؟ مدعی کی جانب سے پیروی کرتے ہوئے پرشانت بھوشن نے بتایا کہ کئی لوگ ۲۰۱۰ء سے قید میں ہیں۔اس پر عدالت کا کہنا تھا اتنے طویل عرصہ تک کسی کو روکے رکھنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ مہاجرین کو انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا اس لیے ان کو کم سے وقت عقوبت خانوں رکھنا چاہیے۔عدالت نے مرکزی اور صوبائی حکومت کو اس بابت گفت وشنید کرکے مسئلہ حل کرنے کی تلقین کی۔

عدلیہ نے مدعی کی جانب سے پیش کیے گئے بنیادی مسئلہ یعنی عقوبت خانوں میں جینے کی دگرگوں سہولیات پر تشویش کا اظہار کیا تو مدعا علیہ کے وکیل تشار مہتا نے بتایا کہ وہ ذاتی طور دورہ کرچکے ہیں، وہاں جیل جیسا کچھ بھی نہیں ہے، وہاں پر تفریح کے لیے کھیل کود اور ٹیلیویژن وغیرہ کی سہولیات موجود ہیں، اس پر منصف اعظم نے طنز کیا کہ آپ نے پہلے سے اپنی آمد کی اطلاع دے دی ہوگی؛ اس لیے وہ آپ کے خیر مقدم کے لیے تیار تھے۔عدالت کے پیش نظر دوسرا سنگین مسئلہ طویل عرصہ تک غیر ملکی کی حیثیت سے شناخت کیے گئے افراد کو قید رکھنے کا جواز تھا جنہیں آئین کی غیر ملکی دفع ۱۹۴۶ء کے تحت ملک بدر کیا جانا ہے۔پرشانت بھوشن نے عدالت کو بتایا کہ مہاجرین کو فوج کی نگرانی میں ٹرین کے ذریعہ سرحد تک لاکر چھوڑ دیا جاتا ہے۔اس پر عدالت نے اعتراض کیا کہ ہماری معلومات کے مطابق ہند بنگلا دیش سرحد تک ریل نہیں جاسکتی۔کس رپورٹ میں یہ حوالہ دیا گیا ہے؟ اس سوال کی تشار مہتا نے وضاحت کی کہ ٹرین کے بعد انہیں سڑک کے ذریعہ سرحد تک پہنچایا جاتا ہے۔حکومت ہند انہیں بھیجتی رہتی ہے اور وہ لوٹتے رہتے ہیں۔ عدالت سب سے نازک سوال یہ بھی کردیا کہ اس وقت کیا ہوگا جب لوگوں کی قومیت طے ہوجائے گی؛ مگر متعلقہ ملک انہیں لینے سے انکار کردے گا؟ اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے اس لیے کہ فی الحال بنگلا دیش کے سوا سبھی پڑوسی ممالک سے ہندوستان کے تعلقات کشیدہ چل رہے ہیں؟ آسام سرکار کے وکیل نے تسلیم کیا کہ این آرسی میں درج سارے ۴۰/لاکھ لوگ جو غیر قانونی تارکین وطن نہیں ہیں۔یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آسام کے اندر بہت سارے بنگالی زبان بولنے والے غرباء ومساکین کو محض اس لیے غیر ملکی قرار دیا گیا کہ وہ اپنی شہریت ثابت کرنے کی خاطر معقول دستاویز پیش نہیں کرسکے۔اندراج کے رجسٹر میں سابق فوجیوں تک کو غیر ملکی بتایا گیا اور خاندان کے ایک فرد کو دیسی تو دوسرے کو بدیسی بنادیا گیا۔یہ عجیب معاملہ ہے کہ شہریت کا قانون بنا کر آسام میں باہر سے آکر بسنے والے ہندووں کو شہریت دی جارہی ہے اور ملک بھر میں رہنے اور بسنے والے کشمیری تاجروں کو واپس جانے کی دھمکی دی جارہی ہے۔اس کام میں بجرنگ دل کے دہشت گردوں کے شانہ بشانہ میگھالیہ کے گورنر تتھاگت رائے کھڑے ہوئے ہیں۔انہوں نے اپنے ٹویٹ میں ہندوستانی فوج کے ایک سبکدوش کرنل کی تائید میں لکھا: کشمیر نہیں جائیں، اگلے دوسال تک امرناتھ یاترا نہیں کریں۔کشمیری دوکانوں یا سردی میں آنے والے کشمیری تاجروں سے سامان نہیں خریدیں۔کشمیر کی ہر چیز کا بائیکاٹ کریں۔کشمیر کی سابق وزیراعلیٰ محبوبہ مفتی نے اس پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا، میگھالیہ کے گورنر کا بہت ہی تکلیف دہ بیان آیا ہے۔حکومت ہند انہیں فوراً برخاست کرے۔اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس کو ان کی خاموش تائید کررہے ہیں اور اس کا استعمال ماحول کو بگاڑنے کی انتخابی حکمت عملی کے طور پر کیا جارہا ہے۔معروف صحافی سہاسنی حیدر نے لکھا کہ میگھالیہ کے گورنر سے ہندوستانی آئین کی دفعہ ۱۵۹ کے تحت حلف برداری کی خلاف ورزی سرزد ہوئی ہے۔صدر کو اسے سنجیدگی سے لینا چاہیے۔ان اعتراضات سے رائے صاحب کچھ گھبرائے ضرور اور اپنی صفائی میں لکھا کہ یہ ایک ریٹائر کرنل کا میڈیا اور کئی دیگر لوگوں کو دیا گیا عدم تشدد پر مبنی مشورہ ہے۔سیکڑوں لوگوں کے ذریعے ہمارے فوجیوں کے قتل اور ساڑھے تین لاکھ کشمیری پنڈتوں کو باہر نکالنے کے خلاف ایک رد عمل ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا رائے صاحب اور مذکورہ سابق کمانڈر کشمیری شہریوں کو اپنے ملک کا باشندہ سمجھتے ہیں؟ اس تناظر میں امیت شاہ کا بیان ''ہم آسام کو دوسرا کشمیر نہیں بننے دیں گے'' بالکل بے معنیٰ اور بچکانہ معلوم ہوتا ہے؟ رائے جیسے لوگ کشمیر کو آسام بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

آسام کی پیچیدہ سیاسی صورتحال کو بگاڑنے کے لیے حکومت نے شہریت کا نیا قانون بنایا ہے۔اس کے مطابق جنوبی ایشیاء سے آنے والا ہر غیر مسلم کو شہریت کے حقدار قرار دیا گیا۔اس قانون کے خلاف تمام شمال مشرقی صوبوں میں شدید غم وغصہ ہے۔جو لوگ خود اپنے ملک کے دیگر ریاستوں سے آنے والے کو غیر سمجھتے ہیں ان کے لیے کسی غیر ملکی کا اپنا سمجھنا بے حد مشکل ہے۔اس لیے وہاں پر لوگ احتجاج کررہے ہیں۔حکومت کی دلیل یہ ہے کہ ہم مظلومین کی مدد کررہے ہیں؛ لیکن پھر مذہب کی بنیاد پر تفریق وامتیاز کیا معنیٰ؟ شمال مشرقی ایشیاء میں سب سے زیادہ مظلوم تو روہنگیائی باشندے ہیں؛ لیکن حکومت کو ان پر رحم نہیں آتا؛ کیوں کہ وہ مسلمان ہیں، اس کے برعکس بنگلا دیش سے آکر بسنے والے ہندووں کو شہریت سے نوازنے کا اعلان کیا جارہا ہے تاکہ وہ احسانمندی میں وفادار ووٹر بن جائیں؛ لیکن حکومت کی یہ چال الٹی پڑی ہے اور اس نے خود اپنی جڑیں کھود لی ہیں۔

مئی ۲۰۱۶ء کے صوبائی انتخاب میں پہلی مرتبہ کامیابی حاصل کرنے کے بعد وزیراعظم مودی نے کہا تھا ''آسام میں بی جے پی کی حکومت بننے سے کئی لوگوں کو اسی طرح حیرت ہوئی ہے جس طرح جموں کشمیر میں اس کے حکومت میں حصہ دار بننے پر ہوئی تھی''۔جموں وکشمیر میں بی جے پی اقتدار گنوا چکی ہے اور بعید نہیں کہ شہریت بل پر اصرار بی جے پی کے اندر ایسی بغاوت برپا کردے کہ اس کی طغیانی میں بی جے پی کی ریاستی سرکار بہہ جائے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ مرکز کے اندر بی جے پی کے اقتدار میں آنے کے بعد بہت سارے اے جی پی رہنما بی جے پی میں شامل ہوگئے جن میں وزیراعلیٰ بھی شامل ہیں۔اے جی پی شہریت بل پر بی جے پی سے دور ہوگئی ہے۔دہلی میں اگر پھر سے بی جے پی کی حکومت نہیں بنتی تو اے جی پی کے پرانے لوگوں کی گھر واپسی ہوجائے گی یا وہ کوئی نئی جماعت بنالیں گے اس لیے شہریت بل کے چلتے انتخاب میں شکست یقینی ہے۔آسام کے ساتھ ہی بی جے پی رہنماوں کو نہ جانے کیوں جموں کشمیر یاد آجاتا ہے۔ایسا شاید اس لیے ہوتا ہے کہ دونوں صوبوں میں مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے اور یہ لوگ مسلم فوبیا کا شکار ہیں۔ان کو خواب میں بھی مسلمان نظر آتے ہیں اور یہ ڈر کر اٹھ بیٹھتے ہیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔مزید مفید ودینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)